REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۔ ۲۱
ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقا پوری
نائب ایڈیٹر:۔ خورشید احمد انور

شمارہ ۔ ۳
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۳ ذوالحجہ ۱۳۹۱ ہجری | ۲۰ صلح ۱۳۵۱ ہش | ۲۰ جنوری ۱۹۷۲ء

اخبار احمدیہ

لنڈن ۱۱ صلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں لنڈن مشن کے توسط سے آمدہ ۵ جنوری کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

ربوہ ۶ صلح۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت گزشتہ چند روز سے گلے میں شدید درد اور بعض دیگر عوارض کی وجہ سے ناساز چلی آتی ہے۔

احباب حضور انور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل ہمیشہ شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۱۸ صلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو نزلہ و زکام کی تکلیف ہے۔ اس کے باوجود آپ دینی کاموں میں منہمک ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد کامل صحت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ دینی خدمات بجا لانے کی توفیق دے۔ آپ کے جملہ اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور حالات معمول کے مطابق ہیں الحمد للہ۔

افواجِ ہند کی شاندار کامیابی کے بعد

بریگیڈیئر کلدیپ سنگھ باجوہ اور میجر گوردیپ سنگھ ڈھاہی کی قادیان میں تشریف آوری

اہالیانِ قادیان کی طرف سے پُرتپاک خیر مقدم

جماعت احمدیہ کی طرف سے فاتح جرنیلوں کے اعزاز میں ٹی پارٹی اور شاندار جلسہ

قادیان ۱۳ جنوری۔ کل چار بجے شام سنکر گڑھ کے فاتح میجر جنرل بی۔ ایس۔ اہلووالیہ، بریگیڈیئر سردار کلدیپ سنگھ باجوہ، اور میجر گوردیپ سنگھ ڈھاہی کا افواجِ ہند کی شاندار کامیابی کے بعد پہلی بار قادیان تشریف لانے پر اہالیانِ قادیان کی طرف سے مشترکہ طور پر ڈاک خانہ کے سامنے پُرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ احباب جماعت احمدیہ نے بھی اپنے دوسرے شہر واسیوں کے ساتھ کثیر تعداد میں شرکت کی۔ میجر جنرل بی۔ ایس۔ اہلووالیہ ضروری میٹنگ میں شرکت کے باعث باوجود ارادہ کے اس وقت تشریف نہ لاسکے اور مشتاقانِ دید میجر جنرل صاحب کی ملاقات سے محروم رہے۔ بایں ہمہ تشریف لانے والی دونوں قابلِ احترام ہستیوں پر خوشی میں پھولوں کی بارش کی گئی۔ اور گل پوشی کی گئی۔

بعد میں اسی جگہ زیرِ صدارت جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ چیئرمین سٹی زن کونسل قادیان ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ سٹیج پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ بہت سے شعراء نے شاندار فتح پر اپنے تازہ کلام سنائے۔ اور بہت سے معززینِ شہر نے افواجِ ہند کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اور معزز مہمانوں کو خصوصیت سے پرمان پتر پیش کئے گئے۔

افواجِ ہند کی نمائندگی کرتے ہوئے پیش کردہ ایڈریسوں کے جواب میں بریگیڈیئر سردار کلدیپ سنگھ باجوہ نے (جو آنجہانی سردار گور دیال سنگھ صاحب باجوہ آف کلانور سیالکوٹ کے سپوت ہیں جو تقسیمِ ملک کے بعد قادیان میں آباد ہوئے اور شروع میں کوٹھی دارالسلام میں رہائش پذیر ہوئے تھے) اپنی ایک برجستہ تقریر میں تمام اہالیانِ قادیان کا اپنی اس عزت افزائی اور اظہارِ محبت پر شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا:۔

یہ کامیابی صرف بھارتیہ فوج کی ہی نہیں بلکہ اس کا سہرا بھارت کے بلند حوصلہ عوام کے سر پر بھی ہے۔ ہمیں لڑائی کے دوران یقین تھا کہ سارا ملک ہماری پشت پر ہے۔ اس لئے ہمیں یہ بھی یقین تھا کہ اگر ہم میں سے کوئی شہید ہوا تو اس کے پریوار اور گھر بار کا خیال ہمارا ملک اور عوام رکھیں گے۔ میں اپنے ساتھیوں اور ڈویژن کی طرف سے آپ سب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے یہ عزت مجھے بخشی۔ آپ نے اپنے والدِ بزرگوار کا بھی ذکر کیا کہ ان کا خون میری رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ اور میں ان کی روح کو شردھانجلی پیش کرتا ہوں۔ اس موقعہ پر آپ نے سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کا بھی شکریہ ادا کیا۔

آپ نے کہا، آخر میں میں پھر کہوں گا کہ حالیہ کامیابی میں جہاں فوجی جوانوں کا بھرپور حصہ رہا ہے وہاں تمام اہلِ وطن بھی برابر کے شریک ہیں۔ اس موقعہ پر سب نے اتحاد و یک جہتی کا بے مثال نمونہ دکھایا اور ہر مذہب و ملت کے ماننے والوں نے مادرِ وطن کی حفاظت میں دل کھول کر حصہ ڈالا۔

غیر معمولی حاضری

یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اس جلسہ میں عام جلسوں کی نسبت غیر معمولی حاضری تھی اس کی بڑی وجہ افواجِ ہند سے اہلِ وطن کی محبت و عقیدت کے ساتھ ساتھ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کا حسنِ انتظام بھی تھا۔ جن کی حسنِ تدبیر اور ذاتی تعلقات کی بنا پر نہ صرف مضافات قادیان بلکہ گورداسپور۔ بٹالہ اور پٹھانکوٹ سے بھی کثیر تعداد میں لوگ شریکِ جلسہ ہوئے۔

محلہ احمدیہ میں استقبال

اس جلسہ سے فراغت کے بعد معزز مہمان حسبِ پروگرام محلہ احمدیہ میں تشریف لائے۔ مسجد مبارک کے سامنے والے گیٹ پر خوبصورت سوا گتی محراب تیار کی گئی تھی۔ معزز مہمان جونہی کار سے باہر آئے احبابِ جماعت نے اھلاً و سھلاً و مرحبًا کے ساتھ پرتپاک خیر مقدم کیا اور حضرت امیر صاحب مقامی اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے آگے بڑھ کر مہمانوں کو پھولوں کے ہار پہنائے اور باقی منتخب کردہ افرادِ جماعت نے بھی آپ کی اقتداء کی۔ بعدہٗ سب احباب اور شہر کے دیگر کثیر التعداد دوست احاطہ لنگر خانہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں قرینے سے کرسیوں کے ساتھ جلسہ گاہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی تقریر

سب سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مائیک پر تشریف لاکر خیر مقدمی تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے بریگیڈیئر سردار کلدیپ سنگھ باجوہ اور میجر گوردیپ سنگھ ڈھاہی کو جماعت کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا کہ افواجِ ہند کی شاندار فتح پر خوشی کے اظہار کا یہ دوسرا موقعہ ہے جو دیگر شہر واسیوں کی متفقہ رائے کے مطابق منایا جا رہا ہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے پہلے پبلک جلسہ میں بریگیڈیئر کلدیپ سنگھ صاحب کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ فوج اپنی قوم سے علیحدہ نہیں ہوا کرتا۔ جیسی قوم ہو گی ویسی ہی فوج ہو گی۔ اگر کوئی قوم زندہ ہے تو فوج بھی زندہ ہے۔ کسی قوم کے عزم و ہمت اور طاقت کے ساتھ فوج کو بھی قوت اور طاقت ملتی ہے۔ ہمیں

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۰ صلح ۱۳۵۱ ہش

عالمِ اسلام کدھر جا رہا ہے؟

حالیہ چند سالوں میں دنیا کے حالات جس تیز رفتاری سے بدلے ہیں دیگر ممالک کے علاوہ اسلامی دُنیا ان سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوئی ہے۔ جون ۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیلی تصادم میں عربوں کو عبرتناک شکست سے دوچار ہونا پڑا تو حالیہ ہند و پاکستان جنگ میں پاکستان کا مشرقی حصّہ اس سے کٹ گیا۔ اور افواجِ ہند کے ہاتھوں پاکستان کی فوجی حکومت کو ذلّت آمیز ہزیمت اُٹھانی پڑی۔ اس طرح عالمِ اسلام کے دِن بدن رو بزوال ہوتے جانے کی کیفیت کا سوچنے والوں کے لئے ایک سوالیہ نشان بن کر سامنے آجانا ایک قدرتی امر ہے۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے روزنامہ الجمعیۃ دہلی اپنی تازہ اشاعت مجریہ ۸ رجنوری ۱۹۷۲ء میں رقمطراز ہے:-

"گزشتہ دس دنوں میں ہمیں بہت سے خطوط موصول ہوئے جن میں تقریباً ایک ہی سوال کی تکرار تھی۔ کچھ تعلیم یافتہ اور سنجیدہ لوگ دفتر میں بھی تشریف لائے۔ انہیں جو خلش پریشان کر رہی تھی انہوں نے اس کا اظہار کیا۔ الفاظ مختلف تھے، مراد ایک تھی، یعنی عالمِ اسلام کدھر جا رہا ہے؟ وہ آگے بڑھنے کی بجائے پسپائی کیوں اختیار کر رہا ہے؟ وہ پوچھتے تھے کہ اِس صورتِ حال کی ذمّہ داری کس پر ہے اور کیوں ہے؟ وہ کہتے تھے کہ آج بھی مسلمان دُنیا میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہیں۔ سب سے زیادہ خُدا ترس ہیں۔ پھر وہ رُو بزوال کیوں؟ اور یہ معمّہ کیا ہے؟"

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۸/۱/۷۲)

پیش کردہ اہم سوال کا جواب دیتے ہوئے مدیرِ محترم نے بجا لکھا ہے کہ:-

"عالمِ اسلام کا زوال حیرت انگیز نہیں، آپ کا سوال حیرت انگیز ہے۔ آپ حیرانی کے عالم میں شاید یہ بھی نہ سُن سکیں گے "اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، لوگ خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں (قرآن حکیم)"...... "جس ذاتِ برحق نے عبادت اور خدا ترسی کا سبق اور حکم دیا اُسی نے یہ بھی کہا ہے "جب تک قوم خود اپنے آپ کو نہ بدلے خدا اس کی حالت کبھی نہ بدلے گا" (قرآن) خدا نے یہ کہاں کہا ہے کہ مسلمانوں کے لئے عبادت اور وظیفے کافی ہیں۔ عالمِ اسباب سے انہیں کوئی غرض نہیں رکھنی چاہیئے۔ جہنّم کا ذکر سُنو اور خوب آنسو بہاؤ، مگر تجارت میں ہاتھ ڈال کر کوئی خاص امتیاز پیدا نہ کرو؟ تسبیح کے دانے گھماؤ اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر دعائیں کرو مگر اسرائیل کے مقابلہ پر اپنے ہوا بازوں کو اعلیٰ تربیت نہ دو۔" (ایضاً)

نیز اسی مقالہ میں صدق جدید سے نقل کردہ شذرہ فی الواقع بار بار پڑھنے کے لائق ہے۔ جس کا خلاصہ مدیرِ صدق کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ:-

"اس تکوینی کارخانے میں جب تک مشقّت اور دیانت، پاسِ عہد، وقت کی پابندی، انسان دوستی، ضبط انضباط، بڑائی اور شان سے پرہیز اور احساسِ ذمّہ داری پر عمل نہ ہوگا کسی درجہ میں فلاح کی توقع عبث ہوگی۔ (ایضاً)

کیا ہی اچھا ہو اگر حضرات علماء کرام و مدیرانِ عظام مسلمانوں کو مذکورہ آیاتِ قرآنیہ کے ساتھ ساتھ

اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ

کے حتمی وعدہ الٰہی اور مسلمانوں کے حق میں اس کے ایفاء کی مقتضیات کی طرف بھی توجّہ دلائیں۔ اگر حضرات علماء خود بھی مخلّی بالطبع ہو کر اِس آیتِ کریمہ پر نظرِ تدبّر ڈالیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ عالمِ اسلام کے رُو بزوال ہونے کا مداوا نسخۂ ربّانی اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ میں ہی مضمر ہے۔ اس بات کو مت بھولئے کہ مسلمانوں کی عبادت اس وقت تک ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی جب تک اس بڑی شرط کو پُورا نہیں کیا جاتا جو خدا کی ذات پر زندہ اور حقیقی ایمان سے تعلق رکھتی ہے۔ جب آپ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ عبادت کے لئے طہارت کی شرط ہے۔ اور مفتاح الصلوٰۃ الطہور سے بے خبر نہیں تو جسمانی اعضاء کی طہارت کے ساتھ رُوح کی پاکیزگی سے صَرفِ نظر کیسے ممکن ہے۔ اگر آپ فقہی نقطۂ نظر سے ہزاروں ہزار نمازوں کو بے نتیجہ قرار دیتے ہیں جن کے لئے وضوء کا التزام نہیں رکھا گیا تو آپ اس شخص کی اُن نمازوں اور عبادتوں کے بارہ میں کس طرح مطمئن رہ سکتے ہیں۔ جس کا دِل نورِ ایمان سے منوّر نہیں۔ ایسی عبادت کس کام کی۔ وہ تو جسمانی مشقّت سے بڑھ کر کچھ بھی نہ ہوئی۔

آج کے مسلمان اپنی عبادت گزاری کی کثرت اور خدا ترسی کی مبیّنہ امتیازی شان پر نازاں نہ ہوں۔ قدرتِ حق کی فعلی شہادت نے اُن کی ایسی نمازوں کی حقیقت کو بودا ثابت کر دیا ہے۔ ظاہری صورت میں نمازیں تو سب ہی کہلاتے ہیں۔ لیکن ایک وہ نماز ہے جو تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ کا نتیجہ سامنے لاتی ہے۔ شب بیداری ھِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِیۡلًا کا سرٹیفکیٹ دیتی ہے۔ اور تہجّد گزار کو عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا پر فائز کر دیتی ہے۔ لیکن دوسری قسم کی وہ نماز ہے جو خود نمازیوں کے لئے "وَیۡلٌ" بن جاتی ہے۔ جیسے فرماتا ہے:-

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَۙ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَۙ۔ الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَۙ وَيَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ۔ (سورۃ الماعون)

پس عبادت گزاری کا ڈھنڈورا پیٹنا اور خدا ترسی کا امتیاز پیش کرنا کچھ وزن نہیں رکھتا جب تک دِلوں میں زندہ ایمان نہیں۔ افسوس اس وقت دِلوں میں زندہ اور حقیقی ایمان نہیں رہا۔ زندہ ایمان اپنے اندر زبردست انقلابی قوت رکھتا ہے۔ اگر اس زمانہ کے مسلمانوں کے دِلوں میں ایسا ایمان ہوتا تو اس کے اثرات بھی ظاہر ہوتے۔ یہی بے پناہ ایمانی قوت تھی جس نے صدرِ اسلام میں بے نظیر انقلابی صُورت پیدا کر دی۔ یہ ایمانی شمع ہی تھی جس سے اِسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کے وقت مسلمانوں کے دل و دماغ روشن ہوئے اور یہ حرارتِ ایمانی ہی تھی جس سے صحابہ کرام نے نئی زندگی پائی اور پھر اسی کی برکت سے اُن پر ہمہ جہتی ترقی کے در کھلے اور چاردانگ علم کے دریا بہنے لگے۔ ابتداء میں نہ کوئی تجارتی منصوبہ بنا، نہ آلاتِ حرب کی فراہمی کے لئے پریشان ہوئے۔ انہوں نے ایک ہی کام کیا، وہ یہی کہ اپنے سینوں کو نورِ ایمان سے بھر لیا اور ایک نئی زندگی پالی۔ اس لئے آج بھی مقدم ضرورت دِلوں میں تازہ اور زندہ ایمان پیدا کرنے کی ہے۔ اسی سے افرادِ ملّت میں قوتِ عملیہ پیدا ہوگی۔ اس سے احساسِ ذمہ داری بیدار ہوگا تب کسی منصوبے کو درآمد کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ دماغ خود بخود ضرورتِ وقت کے منصوبے سوچ لیں گے اور آگے بڑھنے کی ہر ممکن راہیں نکالنے لگیں گے ——!!

افسوس! مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے آج جو بھی اُٹھتا ہے اُنہیں ایمانی حالت کے سنوارنے کی طرف متوجہ کرنے کی بجائے بڑھ بڑھ کر دنیوی اسباب کو بروئے کار لانے کی ہی ترغیب دیتا ہے۔ کوئی کہتا ہے مسلمان تجارت کر کے دُنیا میں امتیاز پیدا کریں۔ کوئی مشورہ دیتا ہے صنعت و حرفت میں آگے بڑھے بغیر مسلمانوں کی پسپائی ختم نہ ہوگی۔ کوئی مسلمانوں کو طاقتور قوموں کی طرح رائج الوقت اسلحہ سازی کی دوڑ میں آلاتِ حرب کی تیاری نہ کرنے کے سبب مات کھا جانے اور زوال پذیر ہونے کی رائے دیتا ہے —— مگر کوئی نہیں دیکھتا کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ کیا تھا۔ اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کس نہج پر عمل میں آئی، کیوں نہیں اسی طور طریق کو اپنانے کی طرف توجہ دی جاتی؟

یہ جو مولانا دریا بادی صاحب نے مسلمانوں کے لئے مخصوص اوصافِ حمیدہ سے متّصف ہونے کو ملّی فلاح کا ذریعہ قرار دیا ہے اُن کے پیدا کرنے کے لئے بھی تو کسی محرّکِ حقیقی کی ضرورت ہے اور وہ زندہ اور تازہ ایمان ہی ہے۔ اس کے بغیر کوئی دوسری طاقت نہیں جو مسلمانوں کو ان اوصافِ حمیدہ سے متّصف کر سکے۔ مگر کوئی نہیں جو کھُل کر اس کی نشان دہی کرے۔

چاہے کوئی مانے یا انکار کر دے، حقیقت یہی ہے کہ اس وقت مُسلمانوں کی فلاحِ ملّی کے لئے اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں مؤمن بن جائیں۔ دِلوں میں سچّا ایمان پیدا ہو۔ (باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

مجلسِ علم و عرفان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں سینکڑوں ہزاروں مجدد ہر وقت موجود رہتے ہیں

خلافتِ راشدہ مجددوں کی سردار ہے۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ اس وقت کوئی مجدد موجود نہیں ہے

مجلسِ علم و عرفان منعقدہ ۱۷ر اخاء (اکتوبر) ۱۳۴۸ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ میں سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے رُوح پرور ارشادات

ربوہ ۱۷ر ماہ اخاء ۱۳۴۸ ہش۔ بعد نمازِ مغرب مسجد مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کافی دیر اپنے خدام میں تشریف فرما رہے۔ اور مختلف مواضیع پر گفتگو فرماتے رہے۔ حضور کے ارشادات کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

فرمایا:۔

اس وقت ⋯ نے جماعت میں

قرآنِ کریم کا ترجمہ سیکھنے کی تحریک

کی ہوئی ہے۔ نیز جو قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں انہیں قرآنِ کریم کی تفسیر سیکھنی چاہیئے اور قرآن کریم کی صحیح تفسیر جو اس وقت دُنیا میں پائی جاتی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر ہے۔

ملعون شیطان کوئی نہ کوئی وسوسہ پیدا کر دیتا ہے مثلاً بعض لوگوں کے دل میں یہ شیطانی خیال پیدا ہوگیا ہے کہ اس وقت کوئی مجدد نہیں۔ یہ خیال غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اَور امتوں کو تو چھوڑو بنی اسرائیل میں ایک وقت میں سینکڑوں ہزاروں مجدد ہُوا کرتے تھے۔ پھر آپؑ نے فرمایا ہے کہ

مجددِ اعظم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں

اور رُوحانی سلسلہ جہاں سے بھی شروع ہُوا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اور مثیلِ موسیٰ ہونے کی حیثیت سے آیتِ استخلاف کے ماتحت آپؐ کے سلسلہ میں بھی ہزاروں لاکھوں مجددین کا آنا ضروری تھا۔ چنانچہ یہ تجدیدِ دین کرنے والے ہر علاقہ اور ہر ملک میں آئے۔ اور انہوں نے تجدیدِ دین کا کام باحسن طریق ادا کیا۔ نائیجیریا کے عثمان فودیو بھی مجدد تھے انہوں نے اپنے زمانہ میں بڑی بے نفسی سے اسلام کی اشاعت کے لئے کوشش کی ہے۔ آپ صاحبِ کشوف و رؤیا اور صاحب الہام تھے۔

اس زمانہ میں مثلاً ہمارے مبلغ ہیں جو دُنیا کے مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔ ہمارے کئی مبلغ ساری عمر افریقہ میں رہے ہیں اور بعض نے تو وہیں اپنی جان بھی دے دی ہے۔ یہ مبلغین بھی تو آخر تجدیدِ دین ہی کا کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں سینکڑوں ہزاروں مجدد ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

بہر حال یہ بڑا غلط تخیل ہے جو اس وقت بعض لوگوں کے دل میں پیدا ہو گیا ہے کہ اس وقت کوئی مجدد نہیں۔ اور اس شیطانی خیال کو بڑی کوشش سے پھیلایا جا رہا ہے حالانکہ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ

خلافتِ راشدہ تو موجود ہے جو مجددوں کی سردار ہے

مگر مجدد کوئی نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ سپہ سالار موجود ہے لیکن فوج موجود نہیں ہے۔ صحابہؓ جنہوں نے اسلام کی اشاعت کی وہ بھی مجدد تھے۔ دراصل بات یہ ہے کہ کوئی صدی بھی مجددین سے خالی نہیں رہی۔ ہر صدی کے شروع میں بھی مجدد رہے ہیں وسط میں بھی مجدد رہے ہیں اور آخر میں بھی مجدد رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اسلام پر انتہائی تنزل کا زمانہ تھا اس وقت بھی

خدا تعالیٰ کے مقربین

اسلام میں بحرِ ذخار کی طرح موجود رہے ہیں۔ گویا وہ تنزل کا زمانہ بھی نسبتی تنزل کا زمانہ تھا۔ یہ مقربین اپنی اپنی جگہ چھوٹی چھوٹی شمعیں جلائے بیٹھے تھے۔

دیکھو خلافتِ راشدہ کے سلسلہ کے خلفاء امام اور مجددین بھی تھے۔ صدی کے سر پر جو مجددین آئے اُن میں اور خلفائے راشدین میں نمایاں فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم ساری امت پر چلتا تھا۔ لیکن صدی کے سر پر آنے والے مجددین میں سے کسی ایک کا حکم بھی ساری امت پر نہیں چلا۔ بلکہ ان کا حکم اپنے اپنے زمانہ اور اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں پر چلا۔ وہ انبیائے بنی اسرائیل کی طرح محدود علاقہ کے لئے تھے لیکن

حضرت ابوبکرؓ کا حکم ساری دُنیا پر چلتا تھا

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کئی نئے ممالک فتح ہو چکے تھے۔ اور حضرت عمرؓ کا حکم ان سب ممالک پر چلتا تھا۔ رُوحانی اور دینی لحاظ سے بھی ان سب ممالک کے رہنے والوں کو آپؓ کا فتوٰے آپؓ کا حکم اور آپؓ کا فیصلہ ماننا پڑتا تھا۔ اور اس کے لئے وہ کوشش بھی کرتے تھے۔ جو آپ کا حکم، فتوٰے یا فیصلہ ماننے سے انکار کرتا تھا وہ باغی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اُن کے مقابلہ میں حضرت سید احمد صاحب شہید کو لو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے مجدد تھے انہوں نے کیا کوشش کی کہ نائیجیریا کے لوگ اُن کی بات مانیں۔ انہوں نے اس کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔ اس لئے کہ صدی کے سر پر آنے والا مجدد ساری دُنیا کے لئے نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے علاقہ اور زمانہ کے لئے ہوتا ہے۔ پھر عثمان فودیو کو لے لو۔ وہ نائیجیریا کے مجدد تھے۔ اُن کے پیدا ہونے سے پہلے ملک کے اخیار کو اُن کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی۔ اور یہ بتایا گیا تھا کہ عنقریب مجدد پیدا ہوگا۔ آپ ان بشارتوں کے مطابق پیدا ہوئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی کہ شامیوں یا چینی مسلمانوں سے اپنی بات منوائیں اگر وہ شامیوں کی طرف سے بھی مجدد ہوتے تو انہوں نے ان سے اپنی بات نہ منوا کر نعوذ خدا تعالیٰ کی بات کو نہ مانا جو درست نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف مجدد ہی نہ تھے بلکہ آپ مامور من اللہ تھے۔ آپ ظلی نبی تھے اور کمالِ ظلیت اور فنا فی الرسول میں آپ اوّل نمبر پر تھے۔ آپ کے نبوت کے دعوٰے کی وجہ سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت آپ کے پاس ہی رہی اور

کمالِ ظلیّت کا مطلب یہ ہے

کہ آپؑ کا مشن بھی ساری دُنیا کے لئے ہے۔ جیسا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مشن ساری دُنیا کے لئے تھا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حالات بھی ایسے پیدا کر دیئے ہیں کہ ساری دُنیا میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کو قرآن کریم کے صحیح معنے سے متعارف کرایا جا رہا ہے اور غیر مسلموں کو اسلام کے حسن اور احسان کے ذریعہ اسلام کی طرف لایا جا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فضل کر رہا ہے۔ کیونکہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی انسان کا کام نہیں۔ یہ کام انسانی

طاقت سے باہر ہے۔ اس لئے ایک احمدی کو تو ہر وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتے رہنا چاہیئے۔

لائیبیریا (مغربی افریقہ) میں ایسے حالات تھے کہ وہاں ابھی احمدیت کا زیادہ اثر و رسوخ نہیں ہے۔ گو

لائیبیریا کے صدر عیسائی ہیں

لیکن امام بشیر احمد رفیق جب وہاں گئے تو اُن کی طرف سے امام رفیق کا بڑا احترام و اکرام کیا گیا۔ مخالفت تو ہر جگہ ہوتی ہے۔ وہاں بھی ہماری مخالفت تھی۔ لیکن وہ ہوشیار آدمی تھا۔ اُس نے مسلمان اکابر کو بُلایا اور اُن کو کہا کہ امام مسجد لنڈن آرہے ہیں تم سب مل کر انہیں ری سیپشن (Reception) دو۔ اب اگر وہ ری سیپشن (Reception) نہ دیتے تو کیا کرتے۔

اسی طرح امری عبیدی جو فوت ہو گئے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ نے مبشرات کے ذریعہ احمدیت کی ترقی کی خبر دی تھی۔ جب تنزانیہ میں پہلا انتخاب ہوا تو وہ بھی ممبر منتخب ہوئے۔ اُن کی پارٹی نے اپنا لیڈر منتخب کرنا تھا زیادہ تر خیال تھا کہ ان کی جماعت کا ہیڈ جو اب ملک کے صدر ہیں

پارلیمنٹری گروپ کے لیڈر

منتخب ہو جائیں گے لیکن جب وہ پارٹی کے اجلاس میں آئے تو انہوں نے امری عبیدی مرحوم کو اٹھا کر کرسی پر بٹھا دیا۔ اور کہا آپ یہاں بیٹھیں۔ امری عبیدی مرحوم صرف احمدی ہی نہ تھے بلکہ ایک بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ اُن کی کابینہ کے وزراء کہا کرتے تھے کہ تم وزیر کم ہو مبلغ زیادہ ہو۔ اب یہ کسی انسان کا کام نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

اسی طرح

ہمارے حبشی بھائی ہم سے کتنے دُور ہیں

لیکن اس سال کے شروع میں میرا دَورہ مغربی افریقہ ملتوی ہُوا اور میں وہاں نہ جا سکا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی تو انہیں بڑا صدمہ ہُوا۔ وہاں ہمارے ایک بہت پرانے اور بڑی عُمر کے احمدی دوست ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ساری عُمر یہ بات کی حسرت رہی کہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زیارت کروں۔ مگر آپ فوت ہو گئے اور میں آپ کی زیارت نہ کر سکا۔ اب یہ سُن کر بڑی خوشی ہوئی تھی کہ خلیفۃ المسیح الثالث ہمارے علاقہ میں تشریف لا رہے ہیں اور آپ کی زیارت ہوگی۔ مگر آپ کا دَورہ ملتوی ہو گیا۔ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ پتہ نہیں کہ اگر اگلے سال آپ کا دورہ ہو تو اس وقت تک میں زندہ بھی رہوں گا یا نہیں۔ اب یہ

محبّت کا جذبہ

کوئی انسان پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ ہم سے اتنی دُور بیٹھے ہیں اور اُن میں محبّت کا یہ جذبہ موجود ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم

جتنا اپنے نفس کو فنا کرو گے

اتنا ہی تم میرے قریب آؤ گے اور میری نگاہ میں عزّت پاؤ گے۔ بڑا احمق وہ شخص ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے زور سے یہ کام کر سکتا ہوں۔ یہ جو ہماری تبلیغ کوششوں کے جو عظیم نتائج نکل رہے ہیں ایسا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہا ہے۔ ولا فخر۔ اس پر ہر آن حمدِ باری میں مشغول رہنا چاہیئے۔

آپ نے فرمایا

ہماری نوجوان نسل کو اس بات کا حق ہے

کہ جو شبہ ان کے دلوں میں پیدا ہو اس کا وہ اظہار کریں۔ اگر انہیں اس اظہار سے روکا جائے یا وہ اظہار نہ کریں تو فساد پیدا ہوگا۔ اگر کوئی نوجوان اپنے شبہ کا اظہار کرے اور اُسے منافق کہہ دیا جائے تو یہ درست نہیں۔ بچے ماں باپ سے بہت سی باتیں پوچھتے رہتے ہیں۔ وہ پوچھتے رہتے ہیں کہ یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ بعض اوقات ماں باپ چڑ جاتے ہیں لیکن اگر بچوں میں سوال کرنے اور پوچھنے کا جذبہ نہ ہو تو وہ عِلم حاصل نہیں کر سکتے۔

اگر نوجوان کسی وسوسہ کا اظہار کریں تو اس سے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ہم حقیقت بیان کر کے انہیں قائل کر سکتے ہیں۔ وسوسہ کا اظہار کرنے والے سارے منافق نہیں ہوتے۔ بلکہ لاکھوں میں کوئی ایک منافق ہوتا ہے۔ پس نوجوانوں کو اس بات کا موقع دینا چاہیئے کہ اگر ان کے

دلوں میں شُبہ

پیدا ہو یا انہیں کسی بات کی سمجھ نہ آئی ہو تو وہ اس کا اظہار کریں۔ انہیں یہ شبہات دلوں میں نہیں رکھنے چاہئیں۔ ذمّہ داروں کا کام ہے کہ وہ اُن کی تسلّی کرائیں۔

ہمیں اوّل تو کسی کو سائل نہیں بننے دینا چاہیئے۔ قرآن کریم نے محروم کا بھی ذکر کیا ہے۔ اب محروم سائل نہیں بنا۔ ہمیں بھی کسی کو سائل نہیں بننے دینا چاہیئے جس کا جو حق ہے وہ اُسے سوال سے پہلے ملنا چاہیئے۔ اگر اُسے سائل بننا پڑتا ہے تو یہ بات انتظامیہ کی کمزوری کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ سائل گویا یہ کہتا ہے کہ تم نے میرے حق کا خیال نہیں رکھا۔ میں نے خود ہی اپنا حق طلب کیا ہے۔ سوال کے متعلق یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ وہ پسندیدہ ہے یا نہیں۔ ہمیں

صحیح مسئلہ لوگوں کے سامنے

رکھنا چاہیئے گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ کی جو ضروریات تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کھول کر بیان کر دی ہیں لیکن ممکن ہے کہ نوجوانی کی عُمر میں کسی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا موقع نہ ملا ہو۔ اس لئے وساوس پیدا کرنے والے یہ طریق اختیار کرتے ہیں۔ کہ کوئی ایک حوالہ پیش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ایک حوالہ نہیں بلکہ آپؑ نے کسی مسئلہ کے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے وہ سامنے ہو تب پتہ لگے گا۔ ایسے نوجوانوں کو اس طرف توجّہ دلانی چاہیئے کہ عقل یہ کہتی ہے کہ

کسی مسئلہ کے متعلّق

اگر سَو حوالے ہیں تو کسی ایک حوالہ سے کوئی نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے۔ بلکہ نتیجہ نکالنے کے لئے ضروری ہے کہ سَو کے سَو حوالے پڑھے جائیں۔ اس لئے یا تو سارے حوالے خود پڑھو یا جن لوگوں نے وہ حوالے پڑھے ہیں اُن سے وہ حوالے سُنو۔

غیر اقوام کو تبلیغ کرنے کے سلسلہ میں فرمایا:-

غیر اقوام کو

اِسلام کی طرف لانے کے لئے

ہمیں انہیں جھنجھوڑنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی اشاعت کے کئی سامان کر رہا ہے۔ کہیں زلزلے آرہے ہیں۔ کہیں طوفان آرہے ہیں۔ اب ایسی جگہوں پر سیلاب آرہے ہیں جہاں سیلاب کے متعلق انسان سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔ مثلاً اب الجزائر میں سیلاب آیا ہے۔

کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا

کہ الجزائر میں سیلاب آئے گا۔ مغربی افریقہ اور میڈی ٹیرین ممالک کے درمیان کا صحراء چار ہزار سال قبل مسیح باغ بن گیا تھا۔ دو ہزار سال تک وہاں بارش ہوتی رہی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بارشوں کو حُکم دیا کہ اب تم نے یہاں نہیں برسنا اور وہ علاقہ صحراء بن گیا۔ پس جہاں پانی بہت ہے وہاں کے لوگوں کو بھی مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو حکم ہی دینا ہے۔ اُس کی رحمت اور رضا کے لئے چارہ کرتے رہنا چاہیئے ۔

تصویروں کا ایک البم دیکھ کر

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی قائمقام ناظر بیت المال آمد قادیان

یہ ایک تاریخی اور مسلّم شدہ حقیقت ہے کہ دُنیا میں ہر قسم کے انقلابات ان شخصیتوں کے مرہونِ منت ہوتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے غیر معمولی قوتِ ارادی، بے شمار صلاحیتیں اور فہم و ذکا لے کر پیدا ہوتی ہیں۔ ایسی نابغۂ روزگار شخصیتیں صدیوں کے بعد اور مطلق سے اعلیٰ قسم کے قویٰ و اعداب لے کر منصۂ شہود پر آتی ہیں۔ انہیں قدرت کی طرف سے ملکاتِ خاصّہ ودیعت ہوتے ہیں اور مافوق الفطرت قائدانہ قوتیں ان کی گویا غلام بن جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قومیں، جماعتیں اور جتھے ان کی سحر بیانیوں اور طلاقتِ لسانی سے مسحور ہو کر ان کی قیادت کا جوا اپنی گردنوں میں ڈال لیتے ہیں اور مسمریزم کے معمول کی طرح بے چون و چرا اپنے جسم و جاں کو ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔

یوں تو تاریخِ عالم میں ایسی بے شمار شخصیتوں کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں غیر معمولی اور محیر العقول قائدانہ صلاحیتوں کا بے پناہ مظاہرہ کر کے دنیا میں انقلابات برپا کئے لیکن ہمیں سیاسی اور دنیوی انقلابات سے کیا سروکار۔ آئیے ہم ایک ایسے روحانی انقلاب کی یاد تازہ کر کے اپنی روحانیت کی بیداری اور اپنے ایمانوں کی جلا کا سامان کریں جسے ہم نے خود اپنی آنکھوں کے سامنے برپا ہوتے دیکھا۔ وہ انقلاب جس نے ہمارے سامنے جنم لیا اور ہم نے اسے اس کے عہدِ طفلی میں نوزائیدہ بچے کی طرح انگوٹھا چوستے ہوئے دیکھا۔ وہ انقلاب جسے ہم نے مشکلات و شدائد کے حوصلہ شکن ادوار میں گھٹنوں کے بل اپنی منزلِ مقصود کی طرف رینگتے ہوئے دیکھا۔ وہ انقلاب جسے ہم نے نشو و نما کے صبر آزما مراحل میں سے گزر کر سنِ بلوغت کو پہنچتے ہوئے دیکھا اور وہ عظیم الشان روحانی انقلاب جسے میرے محبوب آقا سیدنا حضرت محمودؓ نے برپا کیا۔ اور جس کی بلوغت کی پختگی اور ملسی شہادتیں میرے موجودہ پیارے امام حضرت ناصر نے ۱۹۷۰ء میں براعظم افریقہ کا دورہ فرماتے ہوئے دیں۔

تصویروں کا ایک ضخیم البم میرے سامنے کھلا پڑا ہے۔ میں ایک کے بعد ایک صفحہ بڑی ہی سُرعت روی سے پلٹ رہا ہوں۔ ہر صفحہ، ہر تصویر اور ہر تصویر کے دلربا نقوش کی نظارگی میرے دامنِ نگاہ کو تھام تھام لیتی ہے یوں کہ میں خود تصویرِ حیرت بنا ان تصویروں کی حیرت انگیز اور ایمان افروز نظارگی سے مسحور ہو کر رہ گیا ہوں۔

یہ تصاویر براعظم افریقہ کے مختلف ممالک کے جانثار احمدیوں کی تصویریں ہیں جو حضرت ناصر کے لمحاتِ نورانی زیارت کے لئے سینکڑوں میلوں کے فاصلے طے کر کے اپنے روحانی آقا کے حضور گلہائے محبت و عقیدت پیش کرنے آئے ہیں۔ ہاں! اسی تاریک براعظم کے فدائیانِ احمدیت جس کی تاریکیوں کو نورِ احمدیت کی کرنوں نے یوں منور کر دیا ہے کہ ایک سیلابِ نور سا بہہ نکلا ہے۔۔۔ اسلام کا نور! ۔۔۔ محمدیت کا نور۔۔۔ احمدیت کا نور! اور مستقبل کے پردے کے پیچھے حقائق و واقعات کی زبان یہ واضح اعلان کرتی سنائی دے رہی ہے کہ صدیوں تک جبر و قہر و آلام کی بے رحم چکی میں پسنے والے مظلوم و مقہور افریقی عوام حلقہ بگوشِ احمدیت ہو کر دنیا کی روحانی اور دینی سیادت کے میدان میں تمام اقوامِ عالم سے گوئے سبقت لے جانے والے ہیں۔ اسلام اور احمدیت کے شیدائیوں کی فدائیت، ان کی جاں سپاری اور قربانی کے حیرت انگیز مظاہرے واضح نشاندہی کر رہے ہیں کہ آغوشِ احمدیت میں کسی قدر بعد میں آنے والی یہ افریقی اقوام یدخلون فی دین اللہ افواجا پر عمل کرتے ہوئے کچھ ہی عرصہ کے بعد خدمتِ اسلام کی دوڑ میں دوسری اقوام سے آگے نکل جانے والی ہیں۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس قسم کے بہت سے واضح اشارے ۱۹۷۰ء میں ممالکِ افریقہ کے دورے میں دئیے ہیں۔

ذرا آئیے میرے ساتھ۔ ان قابلِ احترام افریقی بھائیوں کی تصویریں دیکھیں۔ لیکن اس وقت ان تصویروں کو دیکھنے سے قبل آپ یقیناً یہ چاہ رہے ہوں گے کہ افریقہ جیسے تاریک اور پسماندہ براعظم میں احمدیت اور اسلام کے یہ لاکھوں لاکھ فدائی کس طرح پیدا ہو گئے؟ آپ کی یہ خواہش بالکل قدرتی ہے۔ لیجئے میں اس البم کو کچھ دیر کے لئے تہ کر کے رکھ دیتا ہوں۔ اور اس سوال کا جائزہ لیتا ہوں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخی اور درد بھری مظلومیت کا بیج ساڑھے تیرہ صدیوں تک مادرِ گیتی کی کوکھ میں پنپتا رہا۔ اور اپنی نشو و نما اور نشاۃ کے لئے کشتۂ ایمان و [illegible] اور منتظر پڑا رہا۔ اسلام کبھی کربلاؤں سے دوچار ہوا اور کبھی سربلندیوں سے ہمکنار ہوا۔ اس بیج کو جسے حضرت بلالؓ کی مظلومیت نے نم کیا تھا ایک خاص زمانہ کی کربلا کا انتظار رہا اور آخر وہ کربلا بھی نازل ہوئی۔ اور ارضِ بلالؓ میں آسمانی پیغام پر لبیک کہنے کے لئے ایک حرکت پیدا ہوئی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظلِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر فرزند حضرت مصلح موعودؓ نے ایک عظیم روحانی انقلاب کا بگل بجا دیا۔

یہ تقریب قریب وہی زمانہ تھا جب ڈاکٹر اقبال نے بڑی حسرت کے ساتھ اپنے ہی دل سے یا پھر عرشِ عظیم سے یہ سوال کیا تھا کہ ؎

کیا نہیں اور غزنوی کارگہِ حیات میں
کب سے کھڑے ہیں منتظر اہلِ حرم کے سومنات

ڈاکٹر اقبال کو کیا معلوم تھا کہ یہ زمانہ محمود غزنوی کا نہیں بلکہ محمود قادیانی کا ہے۔ اور سومنات کے بت صرف بھارت کے صوبہ گجرات میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام ممالک میں ہزاروں صنم خانوں کے اندر موجود ہیں۔ اور پھر اگر ظاہری بتوں کو توڑنا ہی اسلام کا منتہائے مقصود ہے (حالانکہ ایسا نہیں) تو پھر اپنے اسلاف ہی کی گزارشیں کیوں نہ دی جائیں؟ اور پھر یہ بھی تو ہے کہ صنم کدے کچھ غیر مسلموں سے ہی تو مخصوص نہیں۔ خود مسلمانوں کی اپنی عملی حالت یہ تھی کہ توحید کے بادۂ صافی میں شرک کی ملونی اس قدر تھی کہ ہزاروں بتوں کو جوڑ کر خدا بنایا گیا تھا۔ اس صنم تراشی پر تو آذر بھی ششدر و حیران رہ جاتا۔

بہرحال اقبال کی نگاہیں محمود کی تلاش میں غزنی کی طرف اٹھتی رہیں اور ادھر آسمان سے محمودؓ قادیانی کے حق میں یہ مقدر کیا جا چکا تھا کہ وہ گجرات کاٹھیاواڑ کے سومنات کو نہیں بلکہ دُنیا کے تمام ملکوں میں مشرک قوموں کے قلوب کے اندر چھپے ہوئے بتوں کو توڑے گا۔ اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بے شمار وعدے بشارتوں کے رنگ میں فرمائے تھے کہ وہ موعود مصلح اپنی غیر معمولی روحانی قوت اور دماغی فراست سے اسلام کے حق میں ایک انقلابِ عظیم برپا کرے گا۔ "پیشگوئی مصلح موعود" متعدد الہامی بشارات پر مشتمل ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غلبۂ اسلام کی مستقل بنیادیں حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ رکھی جانے والی تھیں۔ چنانچہ "نوشتۂ آسمانی" کے مطابق وہ موعود اپنے وقت پر آیا۔ اور اسلام کی خدمت کے لئے اَن گنت کارنامے انجام دئے۔

ڈاکٹر اقبال کی یہ شاعرانہ حسرت انہیں مبارک ہو لیکن خدا ہمارے دل میں ایسی کوئی حسرت باقی

نہیں رہنے دی ہے اس لئے کہ اسلام کے روحانی غلبہ کا انتظار ہے۔ اور ہم مطمئن ہیں کہ اس روحانی غلبہ کی مضبوط بنیادیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ رکھی جا چکی ہیں۔

۱۹۳۴ء میں جب احرار نے ایک قسم کی جارحانہ پوزیشن اختیار کر کے اور مرکزِ احمدیت قادیان میں پہنچ کر اپنے جلسوں میں اشتعال انگیز تقریریں کر کے عوام الناس کو احمدیت کے خلاف اکسایا اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی دھمکیاں دیں اور احراریوں کے شعلہ بیان مقرر سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے احمدیت کے خلاف اپنے دل کا سارا بخار نکالا اور یہاں تک بلند بانگ دعویٰ کر ڈالا کہ

"مسیح کی بھیڑو! تم سے کسی کا ٹکراؤ
نہیں ہوا۔ جس سے اب سابقہ ہوا ہے
یہ مجلسِ احرار ہے۔ اس نے تم کو
ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے"

اور جماعت احمدیہ کے عالی دماغ امام ہمام نے اس چیلنج کو یوں قبول فرمایا کہ اس کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے اللہ تعالےٰ کی وحیِ خفی کے تحت تبلیغِ اسلام اور جماعت کے استحکام اور وسعت کے لئے ایک نیا نظام "تحریکِ جدید" کے نام سے جاری فرمایا۔ آپ نے دو دو، تین تین، چار چار گھنٹوں کے ولولہ انگیز اور وجد آفریں خطبوں میں جماعت کو غیر معمولی قربانیوں کے لئے اُبھارا۔ آپ نے احمدیت کی بڑھتی ہوئی مخالفت کے حوالے سے فرزندانِ احمدیت کے قلوب یوں گرما دئے کہ ایک طرف جماعت نے لاکھوں لاکھ روپے اپنے آقا کے قدموں میں ڈھیر کر دئے تو دوسری طرف جماعت کے عالی ہمت تعلیم یافتہ نوجوان اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر کے تبلیغی جہاد کے لئے دنیا کے کئی ممالک میں نکل گئے اور یوں سیدنا محمودؓ نے احرار کے چیلنج کا ہی نہیں بلکہ تمام معاندینِ احمدیت کے چیلنج کا عملی جواب دیا۔ اور اس شان سے دیا کہ آج صرف مغربی افریقہ کے ممالک میں ہماری تعداد بیس لاکھ سے تجاوز کر رہی ہے۔

غالباً ۱۹۲۱ء تھا جب سیدنا مصلح موعودؓ نے اسلام کے ایک جانثار خادم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ کو تبلیغ کے لئے ارضِ بلالؓ میں بھجوایا جنہوں نے نہایت ناسازگار حالات میں دعوتِ اسلام کا کام شروع کیا۔ جب اللہ تعالےٰ خود کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرما لیتا ہے تو ذرائع کی قلت، اسباب کا فقدان اور حالات کی ناسازگاری اس کام کی تکمیل میں روک نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالےٰ آسمان پر اٹل فیصلہ فرما چکا تھا کہ وہ احمدیت کے ذریعہ اسلام کو روحانی غلبہ دے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اس کا وعدہ تھا کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں
تک پہنچاؤں گا"

اور ساتھ ہی حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق اس

نے یہ بشارت دے رکھی تھی کہ

"قومیں اس سے برکت پائیں گی"

چنانچہ حضرت مولانا نیر صاحب کی شبانہ روز انتھک مساعی میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت بخشی اور آپ کئی مقامات پر احمدیہ جماعتیں قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے یوں تو نظام تحریک جدید کے ماتحت دنیا کے گوشے گوشے میں تبلیغ اسلام کے مراکز قائم فرمائے لیکن افریقہ کی طرف آپ نے خاص توجہ فرمائی اور واقفین زندگی کے قافلوں کے قافلے افریقہ جاتے رہے۔ اور ہر بنیادی افریقہ میں نئی جماعت کے قیام کی خوشخبری لئے طلوع ہوتا رہا اور یہ میرے آقا محمودؓ کی پرجوش قیادت کا نتیجہ ہے کہ افریقہ کے صرف مغربی ممالک میں ہی ہماری جماعت کی تعداد بیس لاکھ سے اوپر ہے۔ اور مغربی افریقہ کے تمام ممالک ایک طرف تبلیغی نظام کے اعتبار سے خود کفیل ہیں تو دوسری طرف ہمارے ان افریقن احمدی بھائیوں کا جذبۂ خلوص و قربانی اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ ان مخلصین کی احمدیت سے محبت اور قربانی کے واقعات سن کر ہم شرمندہ ہو جاتے ہیں اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہم سے بعد میں آنے والے قابل احترام افریقن بھائی ہم سے آگے نکل جائیں گے۔ بہرحال افریقن احمدیوں کی احمدیت سے وابستگی قابل رشک ہے اور ہماری دلی دعا ہے کہ ان کا معیار خلوص و قربانی مزید ترقی کرے۔

پس ارض بلالؓ آج "تاریک" براعظم نہیں رہی بلکہ خدا کے فضل سے منور براعظم بن چکی ہے۔ حضرت بلالؓ کی مظلومیت رنگ لائی ہے اور براعظم افریقہ دنیا کی آئندہ تاریخ میں دین و دنیا کے میدانوں میں ایک نہایت اہم پارٹ ادا کرنے والا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دین سے مراد احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہی ہے!

لیجئے اب اس البم کی تصویروں کو دیکھ کر ازدیاد ایمان ویقین کا سامان کیجئے!

یہ تصویر دیکھئے۔ ہزاروں افریقن احمدی بھائی اور بہنیں، جن کے سینے نور احمدیت سے منور ہیں، جن کی پیشانیوں پر نور محمدی کی جھلک ہے، جن کے قلوب میں نور اسلام کے چراغ جگمگا رہے ہیں، آج لیگوس (نائیجیریا) کے ہوائی اڈے پر اپنے روحانی آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت کے لئے چشم براہ ہیں۔ ان کی کیفیت انتظار قابل دید ہے اپنے پیارے امام کی ایک جھلک دیکھ لینے کی تڑپ ان کی نگاہوں کے زاویوں سے عیاں ہے۔ اپنے کپڑوں پر نور ایمان کا دلکش نمازے لئے انتظار مجسم بن کر اس سمت کو ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے ہیں جدھر سے حضرت خلیفۃ المسیح کا جہاز آنے والا ہے

ادھر دیکھئے۔ اسی ہوائی اڈے پر ہماری بہنیں ایک باوقار تنظیم و ترتیب کے ساتھ اپنے آقا کی زیارت کے انتظار میں صف بستہ ہیں۔ ان کے لباسوں کی بوقلمونی میں ایک کیف ہے۔ دھوپ کی تمازت سے آنکھیں مندی جا رہی ہیں لیکن چہروں کا رخ برابر فضاؤں کی جانب ہے۔ آج چاند آسمان سے اترنے والا ہے!

یہ تصویر ملاحظہ فرمائیے۔ یہ نائیجیریا کے ایک شہر اجے بواوڈے کی ایک احمدیہ مسجد کی تصویر ہے جس کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲ اپریل ۱۹۷۰ء کو فرمایا۔ اس کے بلند و بالا مینار کو دیکھئے۔ اس کی وسعت پر نظر کیجئے۔ یہ عظیم الشان مسجد احمدیہ ۳۵ ہزار پونڈ (تقریباً ساڑھے چھ لاکھ روپے) کے خرچ سے تعمیر ہوئی ہے۔ اسی سے آپ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خدا کے فضل سے افریقہ کے ممالک میں احمدیت کے پاؤں کتنی مضبوطی کے ساتھ جم چکے ہیں۔

یہ البم درجنوں تصاویر پر مشتمل ہے۔ یہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے اس دورہ کی ایمان افروز جھلکیاں ہیں جو حضور انور نے ۱۹۷۰ء میں اپنے افریقی خدام کی درخواست پر فرمایا تھا اور جس کی مفصل رپورٹیں بدر میں شائع ہو چکی ہیں۔

اس مسجد کے ایک حصہ کی گولائی دار بلندی پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا نظر آ رہا ہے۔ کلمۂ طیبہ تمام انبیا کی تعلیم توحید کا جامع خلاصہ۔ اور نچوڑ۔ مسجد کی تعمیر اور کلمہ طیبہ کی تحریر کس کے ہاتھوں ہوئی؟ ان احمدیوں کے ہاتھوں جنہیں دوسرے مسلمان کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ انہی احمدی "کافروں" نے بے مثال قربانیاں اسلام کی تبلیغ کے لئے کر کے اس تاریک براعظم کے لاکھوں عیسائیوں کو کلمۂ توحید و رسالت پڑھایا۔ اور کافر کہنے والے اپنے گھروں میں بیٹھے کفر کے فتوے تیار کرتے رہے۔ ہمیں ان سے کوئی شکوہ کیوں ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اور ہم نے سوچا کہ کیوں نہ دنیا کے ہر شہر کو قادیان ہی "قادیان" بنا دے جائیں! اور ہم قرآن بدست اور سر بکف دنیا میں پھیل گئے ہمیں کافر قرار دینے والوں کو تو شاید ان ملکوں اور شہروں کے نام بھی نہیں آتے جہاں پہنچ پہنچ کر ہم نے چھوٹے قادیان بنا دئیے ہیں۔ الحمد للہ ثم کاش ہمیں کافر قرار دینے والے مسلمان بھائی احمدیت کی تعلیم پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور ہمارے شانہ بشانہ تبلیغ اسلام کے لئے نکل کھڑے ہوں انہوں نے ہمیں اس زمانہ میں کافر کہنا شروع کیا جب حضرت بانی جماعت احمدیہ کے ساتھ درجن بھر احمدی تھے یہ ۸۰ سال قبل کی بات ہے۔ اور پھر اسی طویل سال گزر گئے۔ دو نسلیں اس دنیا سے اٹھ گئیں۔ کفر سازی چلتی رہی۔ اور ہم خدا کے فضل سے ترقی کی منازل طے کرتے رہے۔ اس طویل عرصہ کی شدید ترین مخالفتوں کے باوجود ہماری جماعت بڑھتی چلی گئی اور پھیلتی چلی گئی اور آج تعداد کے لحاظ سے ہم پچاس لاکھ تک پہنچ رہے ہیں۔ خدا کے فعل اور تائید و نصرت سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ مشکل نہیں کہ ہم حق پر ہیں۔ اور ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے دعوے کرنے والے بھائیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعووں پر نظر ثانی کریں۔ کیونکہ خدا کی فعلی شہادت ہمارے حق میں ہے۔

میں تصویریں آپ کو دکھا رہا تھا کہ درمیان میں ایک سخن گسترانہ بات آ گئی اور وہ ضروری بھی تو تھی! یہ اکرا (گھانا) کا ہوائی اڈہ ہے ۱۸ اپریل ۱۹۷۰ء کا دن ہے۔ حد نگاہ تک صف در صف۔ قطار اندر قطار افریقہ کے فدائیانِ احمدیت اپنے پیارے امام کی زیارت کے لئے منتظر کھڑے ہیں۔ حضرت مولانا نیر صاحبؓ نے ۱۹۲۱ء میں احمدیت کا جو ننھا سا پودا یہاں لگایا تھا! ہمارے محبوب امام مصلح موعودؓ نے اپنے نیم شبی آنسوؤں کے ساتھ جس کی آبیاری کی تھی۔ دیکھئے تو! وہ پودا کتنا تناور درخت بن چکا ہے۔ یہ تصویر بول اٹھنے کو ہے کہ احمدیت کا نور اس براعظم کو منور کر دے گا۔ یہاں یدخلون فی دین اللہ افواجاً کی تفسیر لکھی جا رہی ہے۔ یہاں کی قومیں مصلح موعودؓ سے برکت پا رہی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہی وعدہ تھا کہ

"قومیں اس سے برکت پائیں گی"

ہاں! یہ مملکت گھانا کے دارالحکومت اکرا کا ہوائی اڈہ ہے V.I.P ہال کے سامنے کا وسیع و عریض میدان آج کثرت تعداد کا شاکی ہو کر تنگ ہو گیا ہے۔ ہزاروں ہزار مخلص افریقن احمدی جانے کب سے اپنے پیارے امام کی راہ تک رہے تھے۔ آج خدا نے ان کی دعائیں قبول کر لی ہیں۔ ان کا محبوب امام ان کے درمیان موجود ہے۔ ان کی خوش بختی کا کیا کہنا۔ آج کوئی ہم سے پوچھے کہ امام وقت کی زیارت کتنی بڑی نعمت ہے اور اس سے محرومی کتنی سوہان روح ہے!

اس تصویر کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے آئیوری کورسٹ کے دارالحکومت عابد جان کے ایک احمدیہ سکول کے کمسن بچوں کو امام وقت کی طرف سے چائے کی دعوت دی گئی۔ پانچ چھ سالہ بچے کرسیوں پر میزوں کے ساتھ بیٹھے ہیں اور سیدنا خلیفۃ المسیح کھڑے ہیں۔ بچوں کے چہروں پر حیرت اور فخر کے ملے جلے جذبات صاف پڑھے جا سکتے ہیں۔ بچوں کو اس پوزیشن میں دیکھ کر روحانی باپ کے لبوں اور چہرہ مبارک پر مسکراہٹ نمایاں ہے۔ غالباً حضور یہ سوچ رہے ہوں کہ یہ ننھے بچے یہ نونہالان احمدیت آئندہ چل کر احمدیت کے خادم بنیں گے اور اسی خوش آئند تصور نے حضور کے چہرہ مبارک کو متبسم کر دیا ہے۔

اور یہ تصویر اس سرکاری ضیافت کی ہے جو نائیجیریا کے پریذیڈنٹ عزت مآب ٹب مین کی طرف سے حضور کے اعزاز میں دی گئی اور جس میں ملک کی سربرآوردہ شخصیتوں کے علاوہ دوسرے ممالک کے سفیر بھی مدعو تھے۔ اسی سے آپ یہ اندازہ بھی لگا سکتے ہیں کہ افریقہ کے ان ممالک میں احمدیت کو کس قدر اثر و نفوذ اور وقعت حاصل ہے۔!

ہاں ہاں بالکل وہی! یہ مغربی افریقہ کے ملک گیمبیا کے سابق گورنر جنرل مسٹر ایف ایم سنگھاٹے کی تصویر ہے۔ الحاج سنگھاٹے ایک مخلص ترین احمدی ہیں۔ یہی وہ خوش قسمت انسان ہے جسے ایک ملک کا فرمانروا ہونے کی حیثیت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک کپڑوں کے اجزاء تبرک کے طور پر دئے گئے اور یوں پیشگوئی

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

کو پورا کرنے کی سعادت انہیں حاصل ہوئی وہ اپنی خوش قسمتی پر جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔

یہ احمدیہ سیکنڈری سکول سیرالیون ہے۔ یہ سینکڑوں احمدی طلبا مستقبل کے معمار ہیں۔ وہ قومیں جو ترقی کی خواہاں ہوتی ہیں وہ اپنی نئی پود کی تربیت اس رنگ میں کرتی ہیں کہ وہ بچے جوان ہو کر اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیتے ہیں۔ افریقہ کے ان ممالک میں احمدیہ سیکنڈری سکولوں کا ایک جال پھیلا دیا گیا ہے۔ اور ہمارے موجودہ امام ہمام نے اپنے عظیم المرتبت باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان ممالک میں احمدیت کے فروغ کے لئے عظیم الشان سکیمیں تیار کر کے ان پر تیزی سے عمل شروع فرما دیا ہے۔

تصویریں تو بہت ہیں۔ کچھ آپ نے دیکھ لی ہیں۔ ان تصویروں کو دیکھنے کے بعد ذرا اپنے تصور کو بھی بلند کیجئے اور خدا کے ان وعدوں کے مطابق مستقبل پر نگاہ ڈالئے۔ یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں جو خدا کی قسم ہزار ہا رکاوٹوں کے باوجود اپنے وقت پر پوری ہوں گی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے
کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میری
محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے
سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔
اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب
کریگا..... یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا
اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط
ہو جاویگا..... اے سننے والو! ان باتوں
کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے
صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا
کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا" (تذکرہ صفحہ ۵۹۷)

مسیح موعودؑ اور غلبۂ اسلام

از عزیز مولوی عبدالرشید صاحب غنیآ متعلم درجہ ثالثہ جامعہ احمدیہ قادیان

جب سے یہ کائنات عالم وجود میں آئی ہے تب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کی ہدایت کے لئے وقتاً بعد وقت اپنے رسول و مامور مبعوث کئے۔ عہدِ قدیم کے آثار باقیہ نیا ایسے نشان موجود ہیں جن میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر پائی جاتی ہے چنانچہ آپؐ جب مبعوث ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رحمۃ للعالمین قرار دیا اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے سورۃ جمعہ میں فرمایا ھُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (آیت ۲-۳)

ان ہر دو آیات کریمہ پر غور و فکر کرنے سے اس بات کا علم بخوبی ہوتا ہے کہ آپؐ کی دو بعثتیں ہوں گی۔

بعثتِ اولیٰ

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپؐ کی پہلی بعثت جو ہے وہ فِی الْاُمِّیّٖنَ سے تعلق رکھتی ہے۔ اُس وقت زمانہ کی کیا حالت تھی اس کا صحیح نقشہ ذیل کی آیتِ کریمہ میں کھینچا گیا ہے فرماتا ہے:-

ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ

(سورہ روم آیت ۴۲)

یعنی لوگوں کی بداعمالیوں اور ناپسندیدہ افعال کے نتیجہ میں برّ و بحر میں فساد ہی فساد برپا تھا کوئی خطہ ارضی یا کوئی طبقۂ انسانی اس سے محفوظ نہ رہا تھا۔ یہ تھی اُس زمانہ کی کیفیت جس میں آپؐ مبعوث ہوئے تھے۔ آپؐ نے امیین میں مبعوث ہو کر ان کی اس طرح تربیت فرمائی کہ وہ انسان سے کامل انسان بن گئے اور کامل انسان بن کر انہوں نے اپنے مالکِ حقیقی سے رشتہ استوار کیا۔ اور اس قلیل عرصہ میں دنیا میں ایسا غیر معمولی انقلاب برپا ہوا اور انسانوں کی کایا اس طرح پلٹ گئی کہ تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور یہ نادرِ روزگار تبدیلی کسی اور نبی کی زندگی میں پیدا نہ ہوئی تھی اور کسی اور زمانہ میں اس طرح مُردوں کو زندگی، اندھوں کو بینائی اور بہروں کو شنوائی عطا نہ ہوئی تھی۔ غرض آپؐ کی قوتِ قدسیہ کے ذریعہ سے عرب کے صحرا میں رہنے والے بادیہ نشینوں اور اُمّیوں میں جو معجزہ ظاہر ہوا وہ آپؐ کی صداقت اور بے مثال روحانیت کا ایک درخشندہ ثبوت ہے۔ اور جو دین آپؐ لے کر مبعوث ہوئے وہ بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ ہر طرح کامل و مکمل ہے۔ جیسا کہ فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ یعنی آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا یعنی شریعت کی تکمیل ہو گئی ہے۔ اب بندہ کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہو گی اس لئے کہ ہر طرح کی ضروری تعلیم اس کامل شریعت میں موجود ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک دینِ اسلام پسندیدہ دین ہے۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تکمیل شریعت کا کام نہایت خوش اسلوبی سے ہوا اور تکمیل شریعت کے ساتھ تکمیل اشاعتِ اسلام کا کام بھی بڑا ضروری ہے جو آپؐ کی بعثتِ ثانیہ میں پایۂ تکمیل تک پہونچنا مقدر ہے۔ چنانچہ سورہ جمعہ میں حضورؐ کی دونوں بعثتوں کا ذکر موجود ہے۔ آیتِ کریمہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کہ "آخرین" میں بھی جو ابھی تک صحابہؓ سے نہیں ملے حضورؐ کی ایک بعثت مقدر ہے۔ جب اس آیت کو اس پہلی آیت سے ملا کر پڑھا جائے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں مقرر کی گئی ہیں۔ پہلی بعثت آپؐ کی اُمّیین میں ہوئی۔

بعثتِ ثانیہ

اور دوسری بعثت آخرین کی جماعت میں ہو گی۔ بخاری شریف میں مروی ہے کہ اس آیت کے نزول پر صحابہ کرام نے نہایت ہی اشتیاق سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا گروہ ہے اور اس نئے دورِ سعادت کا آغاز کس طرح سے ہو گا۔ اسی مجلس میں حضرت سلمانؓ الفارسی بھی بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ فارسی پر رکھ کر فرمایا لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ ھٰؤُلَآءِ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ جلد ۳) کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہو گا تو ان (اہل فارس) میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص اس کو پالیں گے۔ اس حدیث نے قرآن کریم کی اس آیت کی بالکل صاف اور واضح تفسیر کر دی ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ

۱- اس میں کسی شخص کی بعثت کی پیشگوئی کی گئی ہے جس کی آمد گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہو گی۔

۲- اس کے ماننے والے صحابہؓ کے رنگ میں رنگین ہو کر صحابی کہلانے کے مستحق ہوں گے

۳- وہ شخص فارسی الاصل ہو گا

۴- وہ ایسے زمانہ میں مبعوث ہو گا جبکہ اسلام دنیا سے اُٹھ جائے گا۔ اور قرآن کے الفاظ ہی الفاظ دنیا میں باقی رہ جائیں گے

۵- اس کا کام کوئی نئی شریعت لانا نہ ہو گا بلکہ وہ قرآن مجید کی طرف ہی لوگوں کو بلائے گا اور اسی کی خدمت کے لئے مامور ہو گا۔

اور اس سے مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ پس یہ اس زمانہ کے متعلق پیشگوئی ہے جس کے متعلق نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی لکھتے ہیں کہ اب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف نقش باقی رہ گیا ہے (اقترب الساعۃ صـ۱۲)

اسی طرح "اہلحدیث" امرتسر ۱۴ر جون ۱۹۱۲ء لکھتا ہے کہ نیز سچی بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اُٹھ چکا ہے۔

غرض یہی وہ زمانہ ہے جو خود پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ کسی مصلح ربّانی کی ضرورت ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس فارسی الاصل فتح نصیب جرنیل کو عین ضرورت کے وقت قادیان کی مقدس بستی سے کھڑا کیا جس نے قرآن کریم کو دوبارہ دنیا میں لانے کی خدمت بطریقِ احسن سرانجام دی۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:-

"افسوس یہ نہیں سوچتے کہ یہ دعویٰ بے وقت نہیں۔ اسلام اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فریاد کر رہا تھا کہ میں مظلوم ہوں۔ اور اب وقت ہے کہ آسمان سے میری مدد ہو"

(ضمیمہ اربعین صـ۳-۴)

مقصد بعثتِ ثانیہ

غرض ایک طرف آیتِ قرآنی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ میں تکمیلِ شریعت کا بدیہی اعلان کر دیا گیا۔ مگر اس کے علاوہ ایک چیز اور باقی ہے۔ وہ قرآنی الفاظ میں اظہارِ الاسلام علی الدین کلہ۔ یا دوسرے دینوں پر اسلام کا غلبہ اور قرآنی شریعت کی تکمیل اشاعت ہے۔ آپؐ کے اس مقصد کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ھُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو کامل شریعت اور ناقابلِ تنسیخ دین دے کر اس لئے مبعوث کیا ہے تا وہ اس دین کو تمام دوسرے دینوں پر غالب اور فائق کر دے اگرچہ مشرکین ناپسند کریں۔ اس آیت کی تفسیر کے بارے میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت مسیح موعود سے وابستہ ہے۔ کیونکہ اسلام کا یہ موعود غلبہ اسی کے زمانہ میں ہو گا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:-

وَیُھْلِکُ اللّٰہُ فِیْ زَمَنِہِ الْمِلَلَ کُلَّھَا اِلَّا الْاِسْلَامَ

(ابو داؤد جلد ۲ صـ۲۳۸)

اور اسی طرح ابن جریر میں ہے:-

ھُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ …… ذٰلِکَ عِنْدَ خُرُوْجِ عِیْسٰی (ابن جریر جلد ۱۵ صـ۷۴)

کہ اس آیت میں جس غلبۂ اسلامی کا ذکر ہے وہ مسیح موعود کی بعثت کے بعد واقع ہو گا۔

غلبۂ اسلام بر ادیانِ باطلہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے پہلے اسلام کی حالت بالکل نازک ہو چکی تھی حتیٰ کہ مسلمانوں میں سے سمجھدار اور زمانے کی حالت سے آگاہ لوگ یہ گمان کرنے لگے تھے کہ چند دنوں میں اسلام بالکل مٹ جائے گا۔ مسیحیت اس سُرعت سے اسلام کو کھاتی چلی جا رہی تھی کہ ایک صدی تک اسلام کے بالکل مٹ جانے کا خطرہ تھا۔ ایسے حالات میں آپؑ نے مسیحیت کے مقابلہ پر اسلام کو غالب کر دکھایا۔ گویا یہ آپ کا پہلا حربہ تھا جو آپؑ نے مسیحیت کے مقابلہ میں استعمال فرمایا تھا۔ کیونکہ آپؑ نے عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ مسیحیت کے اصولی عقاید کا بطلان ثابت کیا۔ اور اسی طرح آپؑ نے واقعۂ صلیب اور وفاتِ مسیحؑ اور قبرِ مسیح ناصری کے متعلق تاریخی تحقیقات کر کے مسیحی مذہب پر کاری ضرب لگائی جس سے مسیحؑ کی خدائی کا عقیدہ ہمیشہ کے لئے ایک مُردہ عقیدہ بن گیا اور اب کبھی بھی مسیحیت دوبارہ سر نہیں اٹھا سکتی

دوسرا حربہ

چونکہ مسیحی مذہب اپنے تمام پہلوؤں کے

لحاظ سے اس زمانے میں تمام دوسرے ادیان پر فوقیت رکھتا تھا اس وجہ سے اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے آپؑ کو خصوصی برہانی حربے عطا فرمائے۔ مگر باقی مذاہب کے لئے ایک ہی ہتھیار دیا جس کی زد سے کوئی مذہب بچ نہیں سکتا اور ہر مذہب کے پیرو اسلام کا شکار ہو گئے۔ وہ ہتھیار یہ تھا کہ ہر مذہب کے پہلے بزرگوں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے آخری ایام میں دنیا میں ایک مصلح کی خبر دے رکھی تھی اور اس خبر کی وجہ سے سب مذاہب ایک نبی یا اوتار کے منتظر تھے۔ آپؑ نے یہ ثابت کر کے کہ مختلف مذاہب میں جو آخری زمانہ کے موعود کی پیشگوئیاں ہیں وہ اس زمانے میں پوری ہو چکی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک ہی وقت میں کئی موعود جن کی غرض یہ ہو کہ دنیا میں صداقت پھیلائیں اور اپنی قوم کو غالب کریں ناممکن ہے آپؑ نے ثابت کر دیا کہ درحقیقت سب مذاہب مختلف ناموں کے ساتھ ایک ہی موعود کو یاد کر رہے تھے اور وہ موعود آپؑ ہیں۔ چونکہ نبی کسی قوم کا نہیں ہوتا۔ جو خدا کے لئے اس کے ساتھ ہو وہ اس کا ہوتا ہے اس لئے وہ گویا ہر مذہب کے پیرؤوں کے اپنے ہی آدمی ہیں۔ اور آپؑ کے ماننے سے ان کی تمام ترقیات وابستہ ہیں۔ اور اس کے ماننے کے یہ معنیٰ ہیں کہ اسلام میں داخل ہوں۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے کہ مسیح موعود اس لئے نازل ہو گا کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ دینِ اسلام کو سب دینوں پر غالب کرے۔

تیسرا حربہ

تیسرا حربہ جس سے آپؑ نے اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کر دیا اور جس کی موجودگی میں کوئی مذہب اسلام کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا یہ ہے کہ آپؑ کے دعوےٰ سے پہلے تمام مذاہب کی بحث اس طرز پر ہوتی تھی کہ ہر ایک دوسرے مذہب کے پیرؤوں کو جھوٹا قرار دیتا تھا جس کا لازمی نتیجہ تعصب کا بڑھنا اور اختلاف میں ترقی ہوتا تھا۔ لیکن آپؑ نے آکر یہ ثابت کر دیا کہ تمام مذاہب اور تمام انبیاء خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں اور کوئی قوم نہیں ہے جس میں اللہ تعالےٰ کے رسول نہ گزر چکے ہوں۔ نیز بتایا کہ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔ غرض یہ حربہ ایسا زبردست حربہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ اور وسیع الخیال جماعت جو خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اور اس کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کے غلبہ کا ایک یقینی سامان پیدا کر دیا۔

چوتھا حربہ

چوتھا حربہ جو آپؑ نے اسلام کو غالب کرنے کے لئے استعمال کیا وہ یہ ہے رائج الوقت علم کلام میں تبدیلی اور مناظرین کو اپنا دعوےٰ اور اس کی دلیل اپنی ہی آسمانی کتاب سے پیش کرنے کی دعوت۔ آپؑ کے دعوےٰ سے قبل مختلف مذاہب کے پیرو اپنے دل سے باتیں بنا بنا کر یا ادھر ادھر سے خیالات چرا کر اپنے مذہب کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ لیکن آپؑ نے آکر اس کو بدل دیا اور اس بات پر زور دیا کہ ہر ایک مذہب اپنی صداقت کے دلائل اپنی الہامی کتاب سے بیان کرے اور اس طرح آپؑ نے ایک مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" لکھ کر اسلام کا غلبہ تمام مذاہب پر ثابت کر دیا۔ کیونکہ اس میں آپؑ نے تمام دلائل قرآن کریم کے بیان فرمائے۔ پس جوں جوں اس حربے کو استعمال کیا جائے گا ادیانِ باطلہ کے نمائندے مذہبی مباحثات سے جی چرائیں گے اور دنیا لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔

پانچواں حربہ

پانچواں حربہ یہ ہے کہ آپؑ نے بڑے زور سے دشمنانِ اسلام کے سامنے یہ بات پیش کی کہ مذہب کی اصل غرض خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے پس وہی مذہب سچا ہو سکتا ہے جو بندے کا خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کر سکے اور اس تعلق کے آثار دکھا سکے۔ پس چاہیئے کہ ہر مذہب کے لوگ بجائے آپس میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے اپنی روحانی زندگی کا ثبوت دیں اور اپنے مقرب خدا ہونے کے واقعات سے ثابت کریں کہ وہ خدا تعالےٰ کے پیارے ہیں۔ یہ دعوےٰ آپؑ کا ایسا تھا جس کو کوئی عاقل رد نہیں کر سکتا اس دعوےٰ کے ساتھ ہی غیر مذاہب کے پیرؤوں پر بجلی گری اور اپنی عزت کے بچانے کی فکر میں لگ گئے۔ دوسرے مذاہب ہرگز اس معیار پر نہیں اتر سکتے۔ اور اس طرح آپؑ نے اسلام کا غلبہ دوسرے مذاہب پر ثابت کیا۔ چنانچہ آپؑ نے خدا تعالےٰ سے خبر پا کر اس بات کا واضح اعلان فرمایا کہ:-

> "سچائی کی فتح ہو گی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔"
>
> (فتح اسلام)

اس وقت جماعت احمدیہ انہی اصولوں کو لے کر تمام دنیا میں اسلام کا روحانی غلبہ ثابت کرنے میں لگی ہے۔ مبارک وہ جو اسے قبول کرے۔ اور اس کے دامنِ اطاعت کے ساتھ وابستہ ہو کر غلبۂ اسلام کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکے اور امن و سلامتی کے داعی مذہب اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے تعاون کر سکے۔ تا اسلام کا آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ طلوع ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکانات کی مرمت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکانات (دار المسیح) کی مرمت کے سلسلہ میں نظارت ہذا کی طرف سے جو تحریک بدر میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے جواب میں جماعت کے بعض مخلص احباب کی طرف سے نقد رقوم وصول ہوئی ہیں اور بعض کی طرف سے وعدہ جات آئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے۔ آمین

لیکن یہ مقدس مکانات جس قدر خرچ کے متقاضی ہیں اتنی رقم وصول نہیں ہو رہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے اکثر مخلصین کو اس تحریک کا علم نہیں ہو سکا۔ اور جماعتوں کے عہدیداران نے احباب جماعت کو اس اہم تحریک سے پوری طرح آگاہ نہیں فرمایا۔ ورنہ یہ امر یقینی تھا کہ جماعت کے اکثر افراد اس کار خیر میں اپنی اپنی ہمت کے مطابق حصہ ڈالتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان مکانات میں سے بعض کی تعمیر پر ایک صدی کے قریب عرصہ گزر رہا ہے۔ مرور زمانہ کے باعث چھتوں اور دیواروں کی شکست و ریخت ایک لازمی امر ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ ان کی مرمت کا بر وقت انتظام ہوتا رہے۔

یہ وہ مکانات ہیں جنہیں ایک تقدس اور تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ ہر سال ہزاروں احمدی قادیان آکر ان کی زیارت کرتے ہیں اور برکات حاصل کرتے ہیں۔ یہی وہ مکانات ہیں جہاں سے اللہ تعالےٰ کے ایک برگزیدہ نبی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے عظیم الشان مہم کا آغاز فرمایا اور اللہ تعالےٰ کی توحید اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت منوانے کے لئے ایک ایسا لٹریچر تیار فرمایا جس کے دلائل و براہین کے سامنے تمام مخالفین اسلام کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ یہیں آپؑ نے اسلام کی سربلندی کے لئے شب و روز دعائیں کیں۔ آپؑ کی پیدائش کا کمرہ۔ آپ کی رہائش کے کمرے۔ بیت الدعا۔ گول کمرہ۔ حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا کے کمرے۔ وہ کمرہ جہاں آپؑ نے حقیقۃ الوحی تصنیف فرمائی وہ کمرے جہاں براہین احمدیہ جیسی عظیم الشان کتاب تائید اسلام میں لکھی گئی۔ یہ تمام کمرے ایک تاریخی اہمیت اور عظمت رکھتے ہیں۔

بھارت کی جماعتیں جہاں اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ قادیان کی یہ مقدس بستی بھارت میں ہے وہاں ان پر یہ ذمہ داری بھی عاید ہوتی ہے کہ وہ ان مقدس اور تاریخی مکانات کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ اور مضبوط رکھیں تاکہ وہ ان کی زیارت سے مستفید ہو سکیں۔

اب تک جو رقوم اور وعدے آئے ہیں وہ اصل ضرورت کے مقابلہ پر بہت کم ہیں اور اگر عہدیداران جماعت اس ضرورت کی اہمیت پوری طرح احباب پر واضح کریں تو امید ہے کہ انشاء اللہ حسب ضرورت رقم مہیا ہو جائے گی۔

لہٰذا عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ احباب کو اس نیک تحریک سے آگاہ کریں اور تعمیل سے تعمیل عطیہ بھی قبول کریں اور جلد ایسی رقوم مرکز میں ارسال فرمائیں اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے زیادہ سے زیادہ احباب کو اس بابرکت کام میں حصہ دار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک میں جن مخلصین جماعت نے وعدہ سے فرمائے ہوئے ہیں اور وعدوں کی پوری رقم ابھی ادا نہیں فرمائی ان کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے یاد دہانیاں بھجوائی جا چکی ہیں۔ ایسے تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ ہمت اور کوشش کر کے جلد از جلد اپنے وعدوں کی مکمل ادائیگی فرما دیں۔ اور اس طرح اپنے پیارے امام کی خوشنودی اور اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کریں

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام احباب کو توفیق بخشے کہ وہ اس سال ستمبر تک اپنے وعدے پورے کر کے سرخرو ہو جائیں۔ ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواست دعا

مکرم محمد یامین صاحب ندیم نے لندن سے تحریر فرمایا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی شادیوں کے سلسلہ میں پاکستان جا رہے ہیں۔ اس غرض کے بہترین رنگ میں سرانجام پانے نیز یہ سفر بعافیت و خیریت طے ہونے کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے

ناظر بیت المال آمد قادیان

اسلام اور سائنس

از عزیز مظفر احمد فضل متعلم درجہ ثالثہ جامعہ احمدیہ قادیان

اسلام ایک روحانی مذہب ہے خالقِ حقیقی کی معرفت اور اس سے کامل تعلق پیدا کرنے کا یہی مذہب ایک ذریعہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنا آخری اور بے نظیر قرآن حکیم میں اپنی ذات کا تعارف پیدا کرنے کی ... جہاں روحانی ... ہیں وہاں اس نے اپنی صفتِ خالقیت و ربوبیت کے باعث اپنے بندوں کی آسانی اور صحیح رہنمائی کے لئے کہیں کہیں سائنسی علوم کے اسرارِ سربستہ کی نقاب کشائی بھی فرمائی ہے۔ کہ اگر ایک سائنسدان اس میں غور کرے تو اس کو اپنے مالکِ حقیقی کی معرفتِ تامہ حاصل ہو سکتی ہے۔ اور نئے نئے علوم سے بھی بہرہ ور ہو سکتا ہے۔

دورِ حاضرہ میں جس قدر علوم و فنون کی ترقی اور چھان بین ہوئی ہے۔ اور نئے نئے علوم اور محیر العقول ایجادیں منصہ شہود پر آئی ہیں گذشتہ تاریخ ان کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ علوم جدیدہ میں سے سائنس کو بہت اہمیت حاصل ہے چونکہ سائنس کو موجودہ عروج یورپین اقوام کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔ جن کا عیسائیت یا یہودی مذہب سے تعلق تھا اس لئے انہوں نے پہلے اپنے ہی مذہب پر ہاتھ صاف کیا چونکہ یہ بہت پرانے اور محرف شدہ مذاہب ہیں جن کی نہ تعلیم اس زمانہ کے مطابق ہے۔ اور نہ وہ اپنی اصلی حالت پر قائم ہیں اس لئے سائنسدان انکو نہایت آسانی سے ناقابلِ عمل اور غلط ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور باقی مذاہب کو بھی اسی پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہنے لگے کہ مذہب ایک ذہنی تخلیق ہے۔ اور وہم ہے اس کا ... موجب ہے۔ اگر کوئی فلاح و بہبود چاہتا ہو تو وہ مذہب اور روحانیت کو خیر باد کہہ کر سائنس کو ہی اوڑھنا بچھونا بنا لے اور اسی مادیت کو مقصدِ حیات سمجھ لے۔ اگر وہ اسلامی تعلیمات کے ثمراتِ حسنہ کو چکھتے اور اس کی مقدس کتاب قرآن کو تدبر سے پڑھتے تو ان کا ذہن مادیت کی طرف مائل نہ ہوتا اور نہ ان کی ذہنی تنگ دود صرف تحصیل سائنس کے لئے ... ہوتی۔ بلکہ وہ مذہب اور روحانیت سے کو ... اور اپنی فطرتی تشنگی کو دور کرتے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام انہیں ... پر ... بہت ... اس ... کی طرف دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> آؤ لوگو! اس چشمہ کی طرف
> جو ... تمہیں ... سیراب کرے
> (کشتی نوح)

قرآن کریم خدا کا قول ہے۔ اور ... نظام ظاہری اس کا فعل ہے۔ انسانی کانشنس اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ صادق کا قول اور اس کے فعل میں تضاد نہیں ہوتا جب خدا کا قول قرآن ہو اور سائنس خدا کا فعل ہو تو ان میں تضاد ممکن ہی نہیں بلکہ ہر دو کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ
الباطل من بین یدیہ و
لا من خلفہ تنزیل من
حکیم حمید
(حم سجدہ ع۵)

ان آیات میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو سب کتب پر غالب رہے گی اور اس بے نظیر کتاب میں جو نظریات، قوانین اور تھیوریاں پیش کی گئی ہیں ان کا ابطال تمام علومِ صحیحہ خواہ وہ حال کے ہوں یا ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل میں ہونے والے ہوں ثابت نہیں کر سکتے قرآن مجید اپنے پڑھنے والوں کو بار بار یہ دعوت دیتا ہے کہ اگر وہ قرآن کو تدبر سے پڑھیں گے اور پھر کائنات پر غور و فکر کریں گے تو وہ سائنس اور خدائی کلام میں مطابقت پائیں گے جیسا کہ فرمایا

وسخر لکم ما فی السموٰت
وما فی الارض جمیعا منہ
ان فی ذلک لاٰیٰت لقوم
یتفکرون

یعنی جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور زمین میں ہے سب کا سب اس نے تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے اس میں غور و فکر کرنے والی قوم کے لئے بڑے بڑے نشان ہیں۔ اور علم الٰہی کی ازلیت و ہمہ گیری کا آفاقی نظارہ کرانے کی غرض سے قرآن مجید میں مظاہر کائنات اور ان کے اسرارِ سربستہ کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ تذکرہ قرآن مجید میں ایک خاص اعجازی انداز میں موجود ہے

وما من غائبۃ فی السماء و
الارض الا فی کتاب مبین
(سورہ نمل)

یعنی ارض و سماء کا کوئی ایسا راز نہیں ہے جو اس کتاب روشن میں موجود نہ ہو اور اسی طرح سورۂ طٰہٰ میں فرماتا ہے

تنزیلا ممن خلق الارض
والسموٰت العلیٰ الرحمٰن
علی العرش استویٰ لہ ما
فی السموٰت وما فی الارض
وما بینہما وما تحت الثریٰ

یعنی یہ قرآن اس ہستی کی جانب سے اتاری گئی ہے جس نے وحیرت ناک قسم کے نظاروں سے لبس، زمین اور بلند و بالا سموٰت پیدا کئے ہیں وہ رحمٰن ہے جو عرش پر مستوی ہے۔ آسمانوں میں اور زمینوں میں اور ان دونوں کے درمیان جتنی بھی چیزیں ہیں اور گیلی مٹی کے نیچے (تحت الثریٰ) میں جو کچھ بھی ہے اسی کی ملکیت ہے۔ ان آیات میں جہاں ... کے ... غور و تدبر کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ وہاں افلاک کی نیرنگیوں اور عجائبات کی طرف بھی دعوتِ فکر دی گئی ہے یعنی "لہ ما فی السموٰت" میں نہ صرف تمام آسمانی ستارے وسیارے آجاتے ہیں بلکہ ان میں موجود مخلوق بھی آجاتی ہے۔ "وما فی الارض" میں کرۂ ارض پر پائی جانے والی تمام چیزیں آجاتی ہیں۔ اور "وما بینہما" کا اطلاق خلائیات پر ہوتا ہے۔ اور "وما تحت الثریٰ" کے تحت ارضیات کے تمام تعلقات آجاتے ہیں۔ اور ان آیات کو قرآن مجید کی زینت بنانے یا صرف خبر دینے کے لئے نہیں لایا گیا بلکہ اس بیان کے ذریعہ خدا کی ملکیت اور تمام مظاہرِ کائنات اس کے قبضۂ قدرت میں ہونے کا نظارہ کرانا مقصود ہے۔ پس اسلام سائنس کا مخالف نہیں بلکہ سائنس خود ہی اسلام کی صداقت پر ایک بین ثبوت ہے۔ کیونکہ اب سائنس میں جتنی بھی ترقیات ہونگی وہ قرآنی علوم و اصول کے تحت ہی ہونگی اور وہ قرآنی آیات کی تفسیر ہی ہونگی مثلاً خدا تعالیٰ قرآن مجید میں ایک ... بات پیش کرتا ہے کہ

ومن کل شیئ خلقنا زوجین
لعلکم تذکرون

یعنی ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو یعنی نر و مادہ کا ... پر ... ہیں اور اسی طور سے ان ... کی نشوونما اور ان کا ظہور ہوتا ہے ... ہر چیز جوڑے سے ... ہے چند سال قبل یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ایٹم اپنی ذات میں واحد ہے اور وہ ایسا جزو ہے جس کا آگے کوئی جزو نہیں ہوتا اور اس میں جوڑا ہونے کا تصور متحقق نہیں مگر ۱۹۴۶ء میں برطانیہ کے ایک ڈاکٹر نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد یہ اعلان کیا کہ ایٹم بھی پچیس ۲۵ حصوں میں منقسم ہو سکتا ہے جن میں آگے کئی کئی جوڑے بن جاتے ہیں یہ تو ۱۹۴۶ء کی تحقیق ہے لیکن اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل ہی اس تھیوری کو بیان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ کائنات اور اس کے مظاہر خدائی صفات ... و افعال کے مظہر اور کارگزار ہیں اور قرآن عظیم کلام الٰہی کا آئینہ اور اقوالِ الٰہی کا مجموعہ ہے لہٰذا خدا کے قول قرآن اور فعل کائنات میں تعارض نہیں ہو سکتا۔ ایک اور جگہ قرآن مجید ایک سائنسی نقطۂ نگاہ کے ... رکھتا ہے۔ آجکل سائنس یہ کہتی ہے نباتات میں کلوروفل کا عمل صرف دن کے وقت اور سورج کی روشنی میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ سائنس ... میں مسلسل تجربات سے ... ثابت ہو چکا ہے۔ مگر اہلِ اسلام کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ کیونکہ قرآن میں بصراحت یہ کہا ... کہ

وجعلنا النہار معاشا
وجعلنا سراجا وھاجا

ہم نے دن کو ذریعہ زندگی بنایا ہے اور ایک خوب بھڑکتا سورج بنایا ہے۔ لفظِ معاش کی وسعت میں حیوانات و نباتات کی سرگرمی و ... کے تمام مظاہر آجاتے ہیں، جو اپنی بقا و نشوونما کے لئے ہاتھ پیر مارتے ہیں معاش کے تذکرہ کے بعد سورج کو وھاج قرار دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ معاش کے یہ سارے کاروبار سورج کی گرمی کی وجہ سے ہیں ... اپنی حرارت سے نباتات کے ... کرتا ہے۔ بلکہ اپنی تیز کرنوں کو ... میں ڈال کر پانی کو بھاپ کی شکل میں ڈھال

درخواستِ دعا ہماری دکان سے کچھ عرصہ قبل دو ہزار روپے کا سامان چوری ہو گیا۔ جس کی وجہ سے گھر کے تمام افراد کو پریشانی لاحق ہے بزرگان جماعت سے نقصان کے ازالہ کے لئے نیز اس پریشانی سے نجات اور کاروبار کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار عبد المومن متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

کرتا ہے ... قادیان کی شکل میں دنیا میں ... ہے

دیگر عناصر ... اس کی ... دنیا دی ... قرآن بھی ... ہوتی تھی۔ اور اس علم ... ہوتا تھا اس سے پہلے نباتات کے بارے میں لوگوں کا ... کتاب ... دنیا کے مشہور ... اور ... نئی دہلی)

مگر اسلام کے ایک جید عالم تیرہ سو سال پہلے سائنس ... انسانی جسم سے تقابل ... یعنی حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی ایک آیت

ان اللہ فالق الحب والنوی
(سورۃ انعام)

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب تم کسی درخت کی کوئی پتی ... دیکھو تو تمہیں اس کے درمیان ایک سیدھا سا خط دکھائی دے گا درخت کی پتی میں اس خط کی بھی حیثیت ہے جو حیثیت جسم انسانی میں حرام مغز کی ہوتی ہے۔ اور جس طرح جسم انسانی میں حرام مغز سے دائیں بائیں بہت سے اعصاب شاخ در شاخ ہوتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس تقسیم در تقسیم میں چھوٹے ہوتے ہوتے نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں یہی حال پتی کا بھی ہے جس میں ہر ایک خط سے مزید اور پہلے سے زیادہ باریک خطوط نکلتے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ خطوط بھی نظروں سے اوجھل ہوتے چلے جاتے ہیں خالق برتر نے یہ نظام اس لئے بنایا ہے کہ وہ جاذب ... جو اس پتی کے جسم میں دو لیعت ... ہیں زمین کے لطیف اجزاء کو جذب کر کے ان تنگ گذرگاہوں میں دوڑا سکیں۔

(ترجمہ تفسیر کبیر جلد ... المطبعۃ العامرہ مصر)

قرآن کریم کے سائنسی انکشافات

قرآن کریم ایک روحانی کتاب ہے لیکن اس نے اپنی صداقت کی دلیل کے لئے کائنات کو پیش فرمایا ہے اور ارض و افلاک کے نئے نئے علوم کا انکشاف فرمایا لطف کی بات یہ ہے کہ یہ سعادت ... الیہ شخص پر نازل کیا گیا جو بالکل ان پڑھ اور امّی تھا۔ اس کو علم ارضی سے کچھ دلچسپی تھی نہ ہی علم فلکیات سے کچھ تعلق تھا قرآن مجید ایک جگہ اجرام فلکی کے متعلق قاعدہ کلیہ بیان فرماتا ہے۔

"لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النھار وکل فی فلک یسبحون" (سورۃ یٰس)

یعنی۔ نہ تو سورج کو طاقت ہے کہ وہ اپنے سال کے دورہ میں کسی وقت چاند کے قریب جا پہنچے (کیونکہ اگر ایسا ہوا تو سارا نظام شمسی تباہ ہو جائے گا) اور نہ رات کو (اپنی چاند کو) طاقت ہے کہ وہ سابقت کرتے کرتے دن کو یعنی سورج کو پکڑ لے بلکہ یہ سب کے سب ایک مقررہ رستہ پر نہایت سہولت سے چلتے چلے جاتے ہیں۔

آج سے چودہ سو سال پہلے کا یہ سائنسی انکشاف ہے جو قرآن نے کیا ہے۔ اب کوئی علم اور کوئی طاقت اس اصل کو بدل نہیں سکتی موجودہ سائنسدانوں کی بھی یہی تحقیق ہے کہ چاند اور سورج اور دیگر سیارے و ستارے اپنے اپنے محور پر گھوم رہے ہیں اور کوئی بھی سیارہ دوسرے سیارے کے نظام محور میں جانے کی کوشش کرے گا تو دنیا تباہ ہو جائے گی۔

ایک اور جگہ قرآن شریف نے یہ انکشاف فرمایا ہے کہ

اولم یری الذین کفروا ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما وجعلنا من الماء کل شیء حی افلا یؤمنون (الانبیاء)

یعنی کیا کافروں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان و زمین دونوں بند تھے پس ہم نے ان کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا ہے۔ پس کیا وہ ایمان نہیں لاتے۔ ... اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ... وحی الٰہی کی ضرورت و اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ نے وحی نہ بھیجی آسمان و زمین کی ہدایت کا کوئی سامان نہ ہوا مگر جب ہم نے اس کو کھولا اور وحی نازل کی تب ہدایت کا سامان پیدا ہوا اور ثابت ہوا کہ وحی الٰہی کے بغیر کوئی زندہ نہیں۔ دوسرے اس کے ثبوت میں اس کائنات کو بھی پیش فرمایا موجودہ سائنس نے بھی اس دلیل کی تصدیق کر دی کہ جب کوئی نیا نظام شمسی پیدا ہوتا ہے۔ تو پہلے وہ ایک گنبد کی طرح ہوتا ہے۔ پھر اندرونی چکر سے اس کے کنارے دور دور تک پھینکے جاتے ہیں اور نئے کرّے بن جاتے ہیں۔ جو اپنے محور کے گرد چکر کھانے لگ جاتے ہیں۔ اور ایک نیا نظام شمسی بن جاتا ہے۔ آیت میں کانتا رتقا ففتقنٰھما کے الفاظ اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

تسخیر قمر اور قرآن

موجودہ صدی کی سب سے بڑی کامیابی تسخیر قمر ہے جس پر نہ صرف دنیائے سائنس کو بلکہ ... انسانیت کو بھی ناز ہے۔ لیکن اہل اسلام کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں آج سے چودہ سو سال قبل ہی ہمارے خالق خبیر و علیم خدا نے ... اس سائنسی و مادی ترقی کی خبر دے رکھی ہے۔ خدا تعالیٰ نے آخری زمانہ اور مسیح موعود کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ

اذا السماء کشطت

یعنی۔ ایک وقت آئے گا کہ آسمان کی کھال اتاری جائے گی۔ یعنی علم ہیئت کو غیر معمولی ترقی ہوگی۔ انسان آسمانوں اور خلاؤں کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے خلائی سفر اختیار کرے گا۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلا میں جانے والی ان سواریوں کو تیر سے تشبیہ دے کر وضاحت فرمائی ہے کہ یاجوج ماجوج یعنی آگ اور پانی سے کام لینے والی اقوام جب زمینی تحقیقات مکمل کر لیں گی تو کہیں گی کہ اؤ اب آسمان کو قتل کریں چنانچہ آسمانوں کی طرف تیر پھینکیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اگر ہم راکٹ کی بناوٹ اور اس کے چلانے کے طریق کو بنظر غائر دیکھیں تو حضور کے فرمان کی صداقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کیونکہ تیر کی شکل اور راکٹ کی شکل میں بہت حد تک مشابہت ہے۔ اور تیر کے چلانے اور راکٹ کے چلانے کا ایک ہی طریق ہے۔ یعنی تیر کو پیچھے سے زور سے دھکا دیا جاتا ہے راکٹ کو بھی ایندھن اور بارود کے ذریعہ پیچھے سے ہی دھکا لگایا جاتا ہے قرآن مجید نے یہ بھی بتایا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا

واذا الارض مدّت

کہ جب زمین پھیلا دی جائے گی۔ یعنی:۔ بہت سے کرّے جو آسمان کے ساتھ وابستہ نظر آتے ہیں وہ زمین کا حصّہ ثابت ہونگے جیسے چاند کے بارے میں آجکل یہی کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کا ہی حصّہ تھا۔ جو کسی زمانہ میں کسی زبردست کائیناتی تغیر کی وجہ سے زمین سے الگ ہو گیا۔

جدید سائنس چاند کو فتح کرنے کے بعد دوسرے اجرام فلکی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور اس کوشش میں ہے کہ پتہ لگایا جائے کہ ان میں بھی کوئی مخلوق ہے یا نہیں اگر وہ اس کوشش میں کامیاب بھی ہو جائے تو اسلام اور اسکی تعلیم پر کوئی اثر نہیں ہوگا بلکہ ان کی کامیابی اسلامی نقطہ‌ نظر سے ... * قرآن مجید خدا تعالیٰ کی صداقت کے دلائل بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

ومن اٰیٰتہ خلق السمٰوٰت والارض وما بث فیھما من دابۃ وھو علیٰ جمعھم اذا یشاء قدیر

یعنی:۔ اس کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا اور ان دونوں کے اندر اس نے جو جاندار پھیلا رکھے ہیں ان کے جمع کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔ گویا جدید سائنس اگر یہ دعویٰ کرے کہ ہم نے یہ انکشاف کیا کہ دوسرے سیاروں میں بھی مخلوق ہے تو ان کا یہ دعویٰ کوئی نیا دعویٰ نہیں ہوگا۔ کیونکہ قرآن مجید آج سے چودہ سو سال قبل ہی اس بات کا انکشاف کر چکا ہے۔ اور اسے اپنی صداقت کی دلیل گردانا ہے اور مزید اس بات کی بھی پیشگوئی فرما دی ہے کہ زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ علوم سائنس کی ترقی کی وجہ سے وہ آپس میں مل جائیں گے پس حقیقت ہے کہ تمام مذاہب عالم میں قرآن ہی وہ عظیم صحیفہ ہے۔ جو ایک عظیم اور انقلابی نوعیت کا حامل ہے اور اپنی صداقت کے ثبوت میں پوری کائنات کو بطور دلیل پیش کرتا ہے۔ چنانچہ سائنسی تحقیقات کا دائرہ جیسے جیسے وسیع ہوتا جا رہا ہے اسکے دعاوی اور مندرجات پیدائش سے روشن تر ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ جدید فلسفہ اس سے بھی زیادہ ترقی کر جائے مگر اخیر میں میں سچ کہتا ہوں قرآن شریف اس پر غالب ہے۔ جن لوگوں نے تحقیق

۲۰ تبلیغ ـــــ یومِ مصلحِ موعود

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۲۰ تبلیغ ۱۳۵۱ ہجری شمسی مطابق ۲۰ فروری ۱۹۷۲ء کو یومِ مُصلحِ موعُود کی بابرکت تقریب ہے۔ جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے مصلح موعود کا عظیم الشان نشان خداوندِ بزرگ و برتر کی زندہ اور ازلی و ابدی ہستی کا ثبوت ہے تو ساتھ ہی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔ اور خود سیّدنا حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم پیشگوئی کا ظہور ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے مُصلحِ موعُود کا نشان خدا تعالےٰ کی آیات میں سے ایک عظیم الشان آیت ہے۔ جس کو لاکھوں رُوحوں نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔ پس ضروری ہے کہ احباب اس نشانِ کریم کی عظمت و شان کے مطابق اس روز پُورے اہتمام کے ساتھ اس دن کو منائیں۔ جُملہ جماعتیں اس روز باقاعدہ جلسے کریں۔ اور ان اجلاسات میں اپنے غیر مسلم اور غیر احمدی بھائیوں کو کثرت سے شامل کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح مختلف موضوعات پر تقاریر کی جائیں۔ مثلاً مصلح موعود کی پیشگوئی کا پسِ منظر۔ مصلح موعود کے بارہ میں بزرگانِ سلف کی پیشگوئیاں۔ پیشگوئی مصلح موعود اور اصحابِ مسیح موعود۔ مصلح موعود کے کارنامے۔ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق کون ہے؟ مصلح موعود کا ظہور وغیرہ وغیرہ۔

امید ہے کہ جملہ صدر صاحبان۔ سیکرٹریانِ تبلیغ۔ عہدیدارانِ جماعت۔ مبلّغینِ کرام اور معلّمینِ وقفِ جدید اس کی طرف خاص توجّہ دیں گے۔ اور ابھی سے اس جلسہ کی تیاری شروع کر دیں۔ اور جلسہ کے اختتام پر کارگذاری کی رپورٹ نظارت ہذا کو بھجوا کر ممنون فرما دیں۔ تاکہ وقت پر اخبار میں شائع کی جاسکے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست ہائے دعا

خاکسار کی اہلیہ بفضلہ تعالےٰ اُمید سے ہیں تاہم زچگی کا پہلا موقعہ ہونے کی وجہ سے تشویش ہے۔ جملہ احباب و بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست ہے کہ مولا کریم اپنے فضلِ خاص سے اس مرحلہ کو بسہولت تکمیل تک پہنچائے نیز نیک صالح و خادمِ دین اولادِ نرینہ سے نوازے آمین۔

خود خاکسار امسال گورونانک یونیورسٹی سے بی۔اے پارٹ فرسٹ کا امتحان دے رہا ہے نمایاں کامیابی کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہے۔

خاکسار: خورشید احمد انور نائب ایڈیٹر بدر قادیان

☆ــــ مکرم حمید اللہ صاحب احمدی جھوٹی لائن میرٹھ یو۔پی سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی نو زائیدہ بچی بعارضہ سرسام بیمار ہے۔ بچی کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ بغرض حصولِ دعا انہوں نے بدر کی اعانت کے لئے مبلغ دو روپے بھجوائے ہیں فجزاھم اللہ خیرًا۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

حج بیت اللہ کو روانگی اور درخواستِ دُعا

اس سال مکرم حکیم محمد دین صاحب انچارج مبلّغ بنگال و اڑیسہ، مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب وکیل مرحوم یادگیری کی اہلیہ صاحبہ کی طرف سے حج بدل کرنے حرمین شریفین مورخہ ۱۰/۱/۷۲ کو بمبیئے سے روانہ ہوئے ہیں۔ مَیں احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس حج کی عبادت کو قبُول فرمائے اور ہر دو کے لئے باعثِ برکت کرے۔ حکیم صاحب کی مقاماتِ مقدسہ میں کی گئی ذاتی و جماعتی دُعاؤں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ خیریت سے جائیں، خیریت سے رہیں اور خیریت سے واپس آئیں۔ اور اللہ تعالےٰ اُن کے اہل و عیال کو بھی جو اس وقت کلکتہ میں ہیں، خیریت سے رکھے آمین۔

خاکسار:
مرزا وسیم احمد

عالمِ اسلام کدھر جارہا ہے؟ (بقیہ ۲)

مگر ایسا قوی ایمان اس وقت تک پیدا ہونا ممکن نہیں جب تک کہ مامورِ وقت کے ساتھ دلی وابستگی اختیار نہ کی جائے۔ اور اس سے تعلق نہ جوڑا جائے۔ مسلمانوں کی موجودہ بدحالی نے عالمِ اسلام کو جس طرح آج جھنجھوڑا ہے۔ اُن کے ہر قسم کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں، عبرت اور موعظت کے لئے کافی ہیں۔ پھر بھی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہاں حقیقتِ حال کو بغور دیکھنے کی ضرورت ہے۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں:-

کَیْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا فِیْ اَوَّلِهَا وَالْمَسِیْحُ فِیْ اٰخِرِهَا

وہ اُمّت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے جس کے ابتداء میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح موعُود ہیں۔ اور زمانے کے بدلے ہوئے حالات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ مسیح موعُود ہی کا زمانہ ہے۔ اسی مقدس وجود کے ذریعہ اسلام کی اور مسلمانوں کی سربلندی مقدّر ہے۔ اسی کے ذریعہ ثریّا ستارے پر گیا ایمان واپس لایا جانا ہے۔ اور دلوں میں تازہ ایمان کی شمع روشن کی جانے والی ہے۔ خدا کا یہ وعدہ پورا ہوچکا۔ موعود مسیح آگئے۔ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے سامان شروع ہوگئے۔ مگر افرادِ اُمّت دیگر دروازوں سے اس کی انتظار کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیوی اسباب کو چھوڑ کر خالص رُوحانی اسباب سے ایسا ہونا مقدر ہے۔

افسوس! ساری دنیا کے ساتھ خود مسلمانوں نے بھی اس کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ مگر اس انکار کا پھل بھی پا رہے ہیں۔ آج مسلمانوں کو جو قدم قدم پر ناکامیوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے دراصل یہ قدرتِ حق کی طرف سے ایک بڑا تازیانہ ہے۔ تا لوگ حق کی طرف رجوع کریں۔ جس بزرگ ہستی کو خدا نے اِس زمانہ کا مامُور اور مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر کھڑا کیا ہے۔ اُسے پہلے ہی اس ساری صورتِ حال سے بذریعہ الہام خبردار کر دیا تھا کہ

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خُدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

پس مسلمان اگر عبرت کی نگاہ سے دیکھیں تو اُنہیں معلوم ہوگا کہ یہ جو کچھ اُن کے ساتھ ہو رہا ہے دراصل یہ وہی زور آور حملے ہیں جو مامورِ وقت کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے ہو رہے ہیں۔ مناسب ہے کہ اب وہ زیادہ وقت ضائع کئے بغیر وقت کی آواز کو پہچان لیں اور اس رُوحانی علاج کی طرف متوجّہ ہوں جس کے بغیر کسی دنیوی تدبیر کا کارگر ہونا محض بے سُود ہے۔ مسلمان جس قدر تاخیر کریں گے اسی قدر زیادہ ذِلّت و ادبار کا مُنہ دیکھیں گے۔

مسلمان اس حقیقت کو ہمیشہ ہی بھُول جاتے ہیں کہ اُن کا اور دوسری اقوام کی ترقی کا معیار بالکل جُداگانہ ہے۔ اُنہیں اپنے تئیں دوسری اقوام پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ دُوسری قوموں کا خدا سے کوئی تعلق نہ رہا۔ اور وہ بکلّی دُنیا پر گر گئے۔ تب خدا نے بھی اُن کو چھوڑ دیا۔ اور اس طرح وہ دنیوی ذرائع و اسباب کو عمل میں لاکر اس چند روزہ زندگی میں کامیاب و کامران ہوئے۔ لیکن مسلمانوں کے ساتھ خدا تعالےٰ کا سلوک بالکل اَور ہے۔ اسلام خدا کا پسندیدہ مذہب ہے۔ جس کا زندہ خدا سے دائمی اور نہ ختم ہونے والا تعلق ہے۔ اِس لئے زندہ خدا کا اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں یہی فیصلہ ہے کہ جب تک اُس کے آستانہ کو مضبوطی سے نہ پکڑیں گے، ہرگز ہرگز کامیاب و کامران نہ ہوں گے۔ مسلمانوں نے آج تک ہزاروں جتن کر دیکھے۔ دنیوی ذرائع میں سے وہ کونسا ذریعہ ہے جسے مسلمانوں نے آج تک آزما کر نہیں دیکھ لیا؟ آزمُودہ را آزمُودن دانا محاورہ کیوں پسِ پشت ڈالا جارہا ہے؟ مسلمانوں کی بار بار کی ناکامیاں اُنہیں

فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ

کی دعوت دیتی ہیں۔ کاش! مسلمان اب بھی اس حقیقت کو پہچان لیں اور اُن کے علماء انہیں سچے معنوں میں مُومن بن جانے کی راہ دکھائیں۔ مسلمان جب بھی اس صحیح راہ کی طرف پلٹیں گے۔ تو خدا کا وہ وعدہ بھی اُن کے حق میں ضرور پُورا ہوگا جو اُس نے اپنی پیاری کتاب میں دیا ہے کہ

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ؁

فاتح جنرلز کے اعزاز میں شاندار جلسہ

بقیہ صفحہ اوّل سے

خوشی ہے کہ اس جنگ میں ہماری فوج نے جیتنے اور سرخرو ہونے کا شاندار مظاہرہ کیا ہے۔ اس طرح فوج نے ساری قوم کے سر اونچے کر دیئے ہیں۔ اور ہماری لاج رکھ لی ہے۔ اس لئے قوم اپنے فوجی جوانوں کی عزّت کرتی، فخر سے ان کا نام لیتی ہے اُن کے کارناموں پر خوش ہوتی ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے بریگیڈیئر کلدیپ سنگھ صاحب کے دادا سردار گوردیال سنگھ صاحب کے اس حسن سلوک کا تعریفی الفاظ میں ذکر کیا جو تقسیم ملک کے وقت مغربی پنجاب سے آنے والے شرنارتھیوں کے ساتھ انہوں نے کیا۔ اور فرمایا کہ آج اُن کے سپوت کو اونچے مقام پر دیکھ کر پرانے لوگوں کے خاص جذبات تھے جسے میں نے خود مشاہدہ کیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے جماعت احمدیہ کی طرف سے اپنے قابلِ احترام فوجی جوانوں کو ہدیۂ تبریک پیش کیا۔ اور خصوصیت سے سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے محلہ احمدیہ کی اس تقریب کو منعقد کرنے اور اُسے عمدہ بنانے کے سلسلہ میں قیمتی مشورے دیئے۔

آخر میں آپ نے معزز فوجی مہمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ میں آپ کے توسط سے ملک کی بہادر فوجوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ لوگوں نے ملک واسیوں کا سر اونچا کیا ہے اور ملک کے مردوں، عورتوں اور بچوں کی طرف سے آپ کو اسی طرح طاقت ملتی رہے گی اور ہندوستان کی جنتا کو آپ ایسا ہی دیکھیں گے!!

بریگیڈیئر کلدیپ سنگھ باجوہ کی جوابی تقریر

بریگیڈیئر باجوہ صاحب نے جوابی تقریر میں اپنے، جرنیل بی۔ ایس اہلووالیہ صاحب کی طرف سے اور اپنی و میجر دھامی اور فوجی ساتھیوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ کے دنوں میں جو کامیابی حاصل ہوئی یہ فوجی جوانوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ میں نے تو وہ فرض ادا کیا جو اُن کی کمان کرنے کا مجھے شرف حاصل ہوا تھا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس فتح کے باوجود میرے دل میں ارمان تھے۔ اگر جنگ کچھ روز اور جاری رہتی تو شاید ... شہروں تک پہنچ جاتے مگر اب یہاں آ کر اور ... دوستوں کی ایسی عزت افزائی سے میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے گھر ہی آ گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ لڑائی کے دوران مجھے مرزا صاحب کی چٹھی ملی تھی جس میں مجھے شاباش کے ساتھ حوصلہ افزائی بھی کی گئی تھی۔ مجھے شوق تھا کہ میں کسی وقت خود حاضر ہو کر مرزا صاحب کا شکریہ ادا کروں۔ سو جماعت کی مہربانی ہے کہ یہ موقعہ پیدا کر دیا۔

سردار ستنام سنگھ صاحب کی تقریر

آخر میں سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ نے تقریر کی اور فرمایا: میں کن لفظوں میں شکریہ ادا کروں کہ میرے مرحوم بھائی کے سپوت نے کس طرح اپنے باپ کا نام بھی روشن کیا اور میرے خاندان کا بھی سر اونچا کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس بہادری اور بردباری کا نمونہ ہمارے فوجی جوانوں نے پیش کیا ہے اس پر بہت خوشی ہے ہم اس پر جتنا فخر کریں تھوڑا ہے۔ محترم میاں صاحب نے کہا تھا کہ ہم اپنے جیتنے والے فوجی بھائیوں کو چائے پر بُلانا چاہتے ہیں۔ سو اُن کی خواہش آج اس تقریب کے ساتھ پوری ہو گئی۔ جس محبت کا اظہار فوجی جوانوں کا اعزاز کر کے جماعت احمدیہ نے آج کیا ہے میں سب کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ٹی پارٹی

اِن پُرمغز تقاریر کے بعد اسی احاطہ میں خوبصورت قناتوں کے پردہ میں جماعت کی طرف سے وسیع پیمانہ پر ٹی پارٹی کا انتظام تھا جہاں معزز فوجی مہمانوں کے ساتھ شہر کے ہر طبقہ، سیاسی پارٹیوں، تعلیمی اداروں، تجارتی اداروں اور بنکوں وغیرہ کے معززین مدعو تھے۔ چائے نوشی کے دوران جناب بریگیڈیئر صاحب اور میجر دھامی صاحب جو سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کے داماد بھی ہیں) محترم صاحبزادہ صاحب سے پُرخلوص باتیں کرتے رہے۔ اور دورانِ گفتگو فرمایا کہ جن دیہات کو ہماری افواج نے فتح کیا ہے۔ وہاں سے بہت سے قرآنِ کریم ہمیں ملے ہیں۔ ہم چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے پاس وہ پہنچ جائیں۔ جب میں آئندہ بار آؤں گا تو آپ کے لئے قرآن کریم کے نسخے لاؤں گا۔ تا یہاں کی مساجد میں بحفاظت رکھے جائیں اور ہمارے مسلمان بھائی ان سے فائدہ اٹھائیں۔

دیگر فوجی افسران

اس جگہ اس بات کا ذِکر بھی ضروری ہے کہ بریگیڈیئر کلدیپ سنگھ صاحب کے ہمراہ میجر دھامی کے علاوہ کیپٹن گوتم پرشاد صاحب وشسٹ آف ابوہر اور کیپٹن برلاج سنگھ صاحب آف کھارا نزد قادیان بھی ٹی پارٹی اور استقبالیہ جلسہ میں شریک ہوئے۔

خواتین کی شرکت

جماعت کی طرف سے ٹی پارٹی کی تقریب کے سلسلہ میں بہت سی مقامی غیر مسلم معزز خواتین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ شریک ہونے والی ایسی خواتین میں مسز ستنام سنگھ صاحب اور مسز میجر دھامی (صاحبزادی سردار ستنام سنگھ صاحب) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ خواتین کی تواضع کا انتظام مہمان خانہ کے کوارٹر ۳ میں کیا گیا تھا۔ جہاں محترمہ بیگم صاحبہ مرزا وسیم احمد صاحب مع دوسری سرکردہ مقامی احمدی خواتین نے معزز خواتین مہمانوں کے ساتھ مل کر چائے نوش کی۔

اس طرح یہ دونوں تقاریب ۴½ بجے شام سے شروع ہو کر قریباً سات بجے شام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئیں فالحمدُ للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

اللہ تعالیٰ اس تقریب کے بہترین نتائج پیدا فرمائے

اللّٰھُمَّ آمین۔

قادیان میں عید کی قربانیاں

احباب جلد اطلاع دیں

حسبِ سابق اس مرتبہ بھی عید الاضحیہ کے مبارک موقعہ پر بیرونجات کے احباب کی طرف سے قربانیوں کے جانور ذبح کئے جانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک تو آسانی کے ساتھ اُن صاحب کے ذمہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی قربانی کا گوشت قادیان میں مقیم احباب کے استعمال میں آتا ہے۔ جو احباب قادیان میں قربانی کروانا چاہتے ہوں وہ فی جانور ۶۰ روپیہ کے حساب سے رقم ارسال فرمائیں تاکہ بروقت قربانی کے جانوروں کا انتظام کیا جا سکے۔ اگر رقم وقت پر نہ پہنچنے کا خدشہ ہو تو احباب ترسیلِ زر کے ساتھ ہی بذریعہ خط یا تار امیر جماعت احمدیہ قادیان کو اطلاع دیں تا اُن کی جانب سے وقت پر قربانی کروا دی جائے۔ اور رقم بعد میں وصول کر لی جائے۔

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان

درخواستِ دُعا: خاکسار اس سال ٹی۔ ڈی۔ سی۔ پارٹ فرسٹ (T. D. C. Part I) کے امتحان میں شریک ہونے والا ہے۔ جملہ احباب اور درویشانِ کرام سے نمایاں کامیابی اور خادمِ دین بننے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ خاکسار محمد سلیم زاہد یاری پورہ (کشمیر)

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرما لیجئے

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

فون نمبرز 23—1652 / 23—5222

تار کا پتہ "Autocentre"